

حضرت شیخانی

سون و سر

میرزا خاں نوشتہ
وقایعہ میرزا خاں

میرزا خاں

﴿ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ﴾

کتاب حضرت عثمان غنیٰ کے ۱۰۰ اقصے
مرتب مولانا محمد خرم یوسف صاحب
ہاتھماں محمد ناظم اشرف
ناشر بیت الحکوم - ۲۰ نامنہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ مٹے کے پتے ﴾

بیت الحکوم = گلشن اقبال، کراچی	بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ نامنہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور	ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ نامنہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
کتبخانہ اسلامیات = مولانا روزا چوک اردو بازار، کراچی	کتبخانہ اسلامیات = مولانا روزا چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشراعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱۳	دارالاشراعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱۳
مکتبہ سید احمد شہید = اکٹھیم بارکیٹ، اردو بازار، لاہور	مکتبہ سید احمد شہید = اکٹھیم بارکیٹ، اردو بازار، لاہور
مکتبہ رحمانیہ = غزینی مسٹر ہیٹ، اردو بازار، لاہور	مکتبہ رحمانیہ = غزینی مسٹر ہیٹ، اردو بازار، لاہور

﴿عرض ناشر﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

اس بات سے تقریباً ہر شخص واقف ہے کہ بزرگانِ دین اور اسلاف کے حالات و واقعات انسانی زندگی میں وہ انقلاب پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو بسا اوقات لمبے چوڑے مطالعے اور مسلسل وعظ و نصیحت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ تاریخ کے جھروکوں پر نظر ڈالنے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اکابرین امت اور صلحائے دین کے بعض مختصر واقعات انسان کی کایا پلٹنے کے لیے نسخہ اکیر ثابت ہوئے۔ دراصل دل کے حالات و کیفیات وقت کے بد لئے اور مردِ روزمانہ کے بدولت تبدیل ہوتے رہتے ہیں، کبھی یہ قلب تسلسل سے کہی گئی بات کو بھی تسلیم کرے سے انکار کر دیتا ہے، اور کبھی یہ اس قدر رزم ہو جاتا ہے کہ مختصری خاموش نصیحت کو بھی اپنی لوح پر نقش کر لیتا ہے، دراصل دل کی یہی کیفیت ہے جس میں اخلاص و للہیت، عاجزی و انکساری، زہد و عبادت، تقویٰ و بزرگی، موت اور فکر آخوت وغیرہ پر مشتمل اسلاف کے واقعات دل کی دنیا تبدیل کرنے میں بڑا موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے جھرمٹ میں انبیاءؐ کرام علیہم السلام اور ام سابقہ کے نیک لوگوں کے حالات و واقعات نقل فرماتے اور ان کی زہد و عبادت کا تذکرہ فرماتے، بزرگانِ دین اور علماء کرام نے اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے واقعات اور فصوص پر مشتمل بہت سی کتابیں ترتیب دی ہیں جس میں نہ جانے کتنے موعظت و حکمت اور فکر آخوت کے درس پوشیدہ ہیں۔

موجودہ کتاب اسی نقش قدم کی پیروی ہے جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ۱۰۰ اقصوں کو عنوانات کے ساتھ باحوالہ جمع کیا گیا ہے۔

مولانا محمد خرم صاحب جنہوں نے اسے پہلے بھی فصوص و واقعات پر بنی کتاب ”ازواجِ مطہرات“ کے دلچسپ واقعات، بڑے اچھے انداز میں ترتیب دی تھی، اس کتاب

کو بھی اسی ذوق سے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس سلسلہ میں الحمد للہ بیت العلوم کی جانب سے سیرت و حالات اور فقصص واقعات پر مشتمل مندرجہ ذیل کتب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

(۱) فقصص معارف القرآن

(۲) فقصص القرآن

(۳) ازواج مطہرات [ؓ] کے دلچسپ واقعات

(۴) مظلوم صحابہ ؓ کی داستانیں

(۵) قرآن حکیم میں عورتوں کے قصے

(۶) حضرت ابو بکر ^{رض} کے ۱۰۰ اقصے

(۷) حضرت علی ^{علیہ السلام} کے ۱۰۰ اقصے

(۸) حضرت عمر ^{رض} کے ۱۰۰ اقصے

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور بیت العلوم کو دن و گنی اور رات چوگنی ترقیوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

محتاج دعا

محمد ناظم اشرف

مدیر بیت العلوم

و خادم جامعہ اشرفیہ لاہور

کیم ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ

بر طابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۵ء

﴿عرضِ زندگی﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ.

اما بعد! خلفاء راشدین کی زندگی کا ہر ہر گوشہ، ان کی فکر اور عمل کے انفرادی اور اجتماعی پہلو، ان کا انداز جہاں بینی، ان کا سلیقہ جہاں بانی، ان کی دینی بصیرت اور ان کا فقہی اجتہاد وغیرہ ہمارے لیے مشعل راہ اور دنیوی و آخری فتوحات و برکات کے حصول کا ذریعہ و منباء ہے۔ یہ ہی ہمارے اصول و فروع ہیں۔ قرآن مجید میں انہیں کہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوانہ کا پروانہ ملا اور کہیں محدثون، مقلحون، راشدون، فائزون وغیرہ القابات سے نوازا گیا۔ ان کی حیاتہ طیبہ کو پڑھنا، سنتا، عملًا اختیار کرتے ہوئے دوسروں کو اس پر لانے کی فکر و سعی کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ جبکہ کفر والاد کی اس گہری ہوئی زندگی میں ہم اس سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام کی زندگی آج ہمارے لیے اجنبی، نا آشنا اور اساطیر الاولین بن چکی ہے..... فالی اللہ المشتكی۔

ہماری یہ کاوش ان حضرات کی زندگی کو سامنے لانے کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ علمائے سابقین کی ماہیہ ناز کتب نے اس خلا کو پڑ کیا ہے اور ان کی زندگی کو روشن اور چمکدار دن کی طرح امت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ (جزاهم اللہ احسن الجزاء) لیکن آج کے اس مشینی دور میں جبکہ مصروفیتوں کے انبار ہیں۔ اور ہرگز وناگس قلب وقت کے ناسمجھ میں آنے والے عذاب میں بٹتا ہے تو ضرورت تھی کہ ان حضرات کی حیات مبارکہ کو سہل و دل کش انداز میں اور واقعات کے تناظر میں پیش کیا جائے۔ تاکہ ہر کوئی ان پھولوں کو چتنا ہوا اپنی عارضی اور باقی رہنے والی زندگی کو تابنا ک و خوشنما کر سکے۔

اس سلسلے میں ہمارے محترم استاد مولانا محمد ناظم اشرف صاحب نیبرہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرات خلفائے راشدین کی زندگی کو مندرجہ بالا انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور مجھے خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی

اللہ عنہ کی زندگی و واقعات کو جمع و ترتیب دینے کا حکم فرمایا ۶

ایں سعادت بزور بازویست

اور اس سلسلے میں مکمل راہنمائی اور مواد کی نشاندہی فرمائی۔ اور اس راستے میں

آنے والی مشکلات پر اپنی حوصلہ افزا گفتگو سے ڈھارک بندھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان، زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

رقم نے اس کتاب میں اولاً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کی زندگی کے بعض پہلو اجاگر کئے ہیں۔ ثانیاً ان کی زندگی کو واقعی انداز میں ڈھالتے ہوئے عنوان بندی کی ہے۔ جس سے قاری کو ایک ہی نظر میں واقعہ میں ذکر شدہ مواد کا موضوع معلوم ہو جائے گا۔ اور ہر واقعہ کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے ہر قسم کے بیواد دھلاوے سے حفاظت فرمائے اور ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی پر ترجیحی بنیادوں پر عمل کرنے کی اور اسے اپنے لیے باعثِ عزت و نجات سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور میرے اساتذہ، والدین، عزیز و اقارب، عمل کی نیت سے پڑھنے والے، لکھانے والے اور لکھنے والے کے لیے مغفرت، ابیر عظیم اور آخرت میں رفاقت عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب و ذریعہ بنائے۔ (آمین)

خرم یوسف

۱۶ ذی قعده ۱۴۲۵ھ

۲۹ دسمبر ۲۰۰۳ء

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفہ نمبر
۱	مقدمہ	۱۵
۲	نام و نسب اور خاندان	۱۶
۳	ولادت	۱۷
۴	پیشہ	۱۸
۵	سلامت فطرت	۱۸
۶	قبول اسلام	۱۸
۷	حلیہ مبارک	۱۸
۸	لباس	۱۹
۹	غذا	۱۹
۱۰	اندازِ گفتگو	۱۹
۱۱	دینی خودداری اور حمیت	۱۹
۱۲	عبادت و تشتیت	۲۰
۱۳	اخلاق حمیدہ	۲۰
۱۳	منکسر المزاج	۲۰
۱۵	خدمت سے گریز	۲۱
۱۶	پھرہ کا عدم اہتمام	۲۱
۱۷	تفوی و طہارت	۲۱
۱۸	ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام	۲۲
۱۹	غلاموں کی آزادی	

۲۲	جمع قرآن	۲۰
۲۲	انشاء و تحریر	۲۱
۲۲	اقوال عثمان رضي اللہ عنہ	۲۲
۲۳	امور خلافت و انتظام ملکی	۲۳
۲۳	اویات عثمان رضي اللہ عنہ	۲۴
۲۵	کتابت و حجی	۲۵
۲۵	ازاج و اولاد	۲۶
۲۷	حالت سفر میں بعث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننا	۲۷
۲۷	عیادت کی برکت سے نعمت اسلام سے سرفراز ہونا	۲۸
۲۸	اظہار اسلام پر تکالیف	۲۹
۲۸	تعاون علی البر کی مثال	۳۰
۲۹	امارت سے استغفار	۳۱
۲۹	دوسروں سے نصیحت چاہنا	۳۲
۳۰	سخاوت و حسن جمال کا پیکر	۳۳
۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان رضي اللہ عنہ سے حیا کرنا	۳۴
۳۱	قبر کا خوف	۳۵
۳۲	تجدید کعبہ کے لیے سختی کرنا	۳۶
۳۳	رعایا کے ساتھ حسن سلوک	۳۷
۳۳	انگوٹھی کی گمشدگی	۳۸
۳۴	احساس ذمہ داری	۳۹
۳۴	اکرام اور پستے کی بات	۴۰
۳۵	میقات کا خیال رکھنے کی تاکید	۴۱

۳۵	برائی کس قلع قع کرنا	۳۲
۳۶	اجتمائی ضرورت کی خاطر کتم حدیث کا حکم	۳۳
۳۶	استصواب رائے	۳۳
۳۷	فریضہ تبلغِ دین	۳۵
۳۷	غلظت نقاہت	۳۶
۳۸	اپنی ذات کو مشورہ کے تابع رکھنا	۳۷
۳۸	کلمہ خیر کا اور اتباع کرنا	۳۸
۳۹	جاائز سفارش کرنا	۳۹
۳۹	اعمال بحر پر گرفت	۴۰
۴۰	اعزاز سفارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱
۴۰	وہنی ہم آنکھی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲
۴۱	سب سے پہلے اہل و عیال کے ساتھ بھرت	۴۳
۴۲	باصر مجبوری حدیث نہ سنانا	۴۴
۴۲	اہل بیت کی تعظیم اور ان سے محبت	۴۵
۴۳	شیطانی و ساؤں سے نجات کی فکر	۴۶
۴۳	حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کچھ سمجھائی نہ دینا	۴۷
۴۵	قبولِ ضیافت کی اچھوتی وجہ	۴۸
۴۵	مسن جانب اللہ لقب ذی النورین کاملاً	۴۹
۴۶	برائی نہ دیکھنے پر اللہ کا شکردا کرنا	۵۰
۴۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا و خوساً سکھانا	۵۱
۴۷	دنیا میں بدلہ چکانے کی فکر	۵۲
۴۷	تحدیث نعمت اور بڑوں کی تعریف کرنا	۵۳

۳۸	اللہ کے راستے کے لیے لشکر کو ساز و سامان دینا	۶۳
۳۹	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی کے لیے زمین خریدنا	۶۵
۴۰	قرضہ معاف کرنا	۶۶
۴۱	بیتِ رسالت کی خدمت	۶۷
۵۱	ایک ہزار اونٹ بمعدہ سامان صدقہ کرنا	۶۸
۵۲	جنت کے چشمے کا وعدہ	۶۹
۵۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوالنورین کے لیے دعائیں	۷۰
۵۳	سادگی اپنوں کی دیکھ	۷۱
۵۳	صحیح مسئلہ بتانے کا اہتمام	۷۲
۵۵	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی و تعمیر کے لیے مشورہ	۷۳
۵۶	صقصیں سیدھی کرنے کا اہتمام	۷۴
۵۶	رات گئی بات گئی	۷۵
۵۶	حدیث بیان کرنے میں احتیاط	۷۶
۵۷	تلاؤت قرآن کا شوق	۷۷
۵۷	دست عثمان رضی اللہ عنہ میں کنکریوں کی تسبیح	۷۸
۵۸	داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا انجام	۷۹
۵۸	اتباع سنت کا اہتمام	۸۰
۵۹	قرافت عثمان رضی اللہ عنہ پر صدقیق رضی اللہ عنہ کی تعریف	۸۱
۵۹	عام مسلمانوں کی رائے کا خیال رکھنا	۸۲
۶۰	صلوٰۃ رحمی کے اہتمام پر طعن و تشنیع برداشت کرنا	۸۳
۶۰	النصاف کی انتہاء	۸۴
۶۱	پہلا مقدمہ اور حیران کن فیصلہ	۸۵

۶۱	مئی میں چار رکعت پڑھنے کی وجہ بیان کرنا	۸۶
۶۲	اتباع سنت میں مسکراانا	۸۷
۶۲	خلاف سنت عمل پر ناراضگی	۸۸
۶۲	معزولی اور مکان کی تلافی کرنا	۸۹
۶۳	باندی سے بھی پردے کا اہتمام	۹۰
۶۳	دقیقتہ سنجی	۹۱
۶۴	اہلیہ کے لیے لباس فاخرہ خریدنا	۹۲
۶۴	تدوین قرآن کی سعادت	۹۳
۶۵	اتباع سنت کا اہتمام جگہ اور فعل میں بھی	۹۴
۶۶	حق دار ہونے کے باوجود اختیار دینا	۹۵
۶۶	متاخرین پر احسان کی ایک صورت	۹۶
۶۷	ایک رکعت میں قرآن پڑھنا	۹۷
۶۷	ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ	۹۸
۶۸	سمندری سفر پر جانے والوں کو مشورہ	۹۹
۶۹	صاحب العیال کے لیے وظیفہ مقرر کرنا	۱۰۰
۶۹	خیانت پر داماد کو معزول کرنا	۱۰۱
۷۰	اجرائے حد میں احتیاط	۱۰۲
۷۰	عوام کو قانون سے کھلنے پر تنبیہ	۱۰۳
۷۱	حالت حصار کے مختلف واقعات	۱۰۴
۷۱	مسلمانوں کا خون صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہے	۱۰۵
۷۲	باغیوں کو وعظ کرنا	۱۰۶

۷۳	ذوالنورین کے بے نظیر نظریات	۱۰۷
۷۴	ایک قتل ساری انسانیت کا قتل	۱۰۸
۷۵	جنگ کے لیے اپنی ذات کے لیے جہنم بننے دینا	۱۰۹
۷۵	مخالفین کو اللہ کے حوالے کر دینا	۱۱۰
۷۶	خون نہ بہانے کی قسم دینا	۱۱۱
۷۶	مسلمانوں کی عام جماعت کے ساتھ رہنے کی وصیت	۱۱۲
۷۷	صبر و برداشت کی لازواں مثال	۱۱۳
۷۸	اپنی جان سے زیادہ مسلمانوں کی جانوں کا فکر	۱۱۴
۷۸	خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات	۱۱۵
۷۹	اپنی بات سے فتنہ کا اندریشہ	۱۱۶
۷۹	حالت حصار میں بھی تلاوت قرآن کا اہتمام	۱۱۷
۷۹	مددیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و عشق	۱۱۸
۸۰	حج کے لیے نائب مقرر کرنا	۱۱۹
۸۰	خدموں کی خدمت کرنا	۱۲۰
۸۱	عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت	۱۲۱
۸۱	فراستِ مومن کی نظیر	۱۲۲
۸۲	حرمتِ حرم اور ایذاۓ مسلم کا خیال	۱۲۳
۸۲	منصب کے لیے اہلیت و استعداد پر کھنا	۱۲۴
۸۳	غایتِ انصاف کا نمونہ	۱۲۵
۸۳	بد دعا کا اثر	۱۲۶
۸۳	شہادت عظیمی	۱۲۷

﴿مقدمة﴾

حضرت عثمان رضي الله عنہ کو صحابہ کرام میں جو فضیلت اور عظمت حاصل ہے وہ اظہر من الشّمس ہے وہ ”الستابقون الاؤلُون“ میں تھے۔ حضرت ابو بکر رضي الله عنہ، حضرت علی رضي الله عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضي الله عنہ کے بعد وہ شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ ذوالنورین تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو ان کے نکاح میں دیا اور فرمایا (جب حضرت ام کاثرہ رضي الله عنہا کا انتقال ہو گیا) ”اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو انہیں یکے بعد عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔“ وہ غنی تھے کہ انہوں نے اپنی ساری دولت کو دین اور ملت کی نذر کر دیا۔ (جیسا کہ آپ پڑھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ) انہی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بیعة الرضوان“ لی۔ انہیں کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کو مسجد الحرام کی توسعہ کرانے کی سعادت میسر آئی۔ انہوں نے تمام عالم اسلام کو ایک مصحف اور قرأت پر جمع کیا اور جامع القرآن کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی سیرت کے غیر معمولی اوصاف کے پیش نظر امت نے ان کے لیے ”کامل الحیاء والا یمان“ کے الفاظ استعمال کیے۔ ان کے عہد کی فتوحات تاریخ اسلام کا ایک شاندار باب ہے۔ انہوں نے آرمینیہ، آذربائیجان، ایشیائے کوچک، ترکستان، کابل، سندھ، قبرص اور اسپن وغیرہ میں عربوں کے سیاسی اقتدار کے لیے راہیں ہموار کر دی تھیں۔ انہی کے زمانے میں بھری طاقت منتظم ہوئی۔

زندگی کے یہ کتنے مختلف النوع گوشے ہیں۔ جہاں انہوں نے اپنی سیرت کا غیر فانی نقش چھوڑا ہے۔ حضرت عثمان رضي الله عنہ کے زمانہ میں ملتِ اسلامیہ کو فتنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔ سازشوں کا ہر طرف جال بچا ہوا تھا۔ باغی آمادہ پیکار گھوم رہے تھے۔ حضرت عثمان رضي الله عنہ نے تمام حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور ملت کو انتشار اور ابتڑی سے بچانے کے لیے نہ صرف ہر صعوبت اور اذیت کو برداشت کیا۔ بلکہ بخوبی اپنا سردے دیا۔ باغیوں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ عدم استطاعت کی بناء پر نہ تھا۔ بلکہ ملت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر تھا۔

بہر حال یہ مقام اس بحث کا متقاضی نہیں ہے۔ اس پر سیر حاصل کلام اور معتبرین کے جوابات کے لیے علماء ربانیتین نے کتب تحریر فرمائیں ہیں۔ جن میں ہمارے نزدیک مولانا سعید احمد اکبر آبادی صاحب کی کتاب ”حضرت عثمان ذوالنورین“ اپنے مواد اور تحقیق و تنتقیح کے اعتبار سے بہترین کاوش ہے۔ (جزاہ اللہ خیراً) واقعات کی طرف جانے سے پہلے مناسب ہے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

نام و نسب اور خاندان:

عثمان نام، ابو عبد اللہ اور ابو عمر و کنیت، والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ قریش کی شاخ بنو امية سے تعلق رکھتے تھے۔ مجد و شرف اور عزت و وجہت کے اعتبار سے بنو ہاشم کے بعد انہیں کام مرتبہ تھا۔ حربہ فجار (یہ جنگ قریش اور قیس کے درمیان ہوئی تھی)۔ قریش کے تمام خاندانوں کے فوجی دستے الگ الگ تھے۔ آل ہاشم کا فوجی دستہ زبیر بن عبد المطلب کے کمانڈ میں تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی دستے میں شامل تھے۔ بڑے زور کا معرکہ ہوا اور آخر کار صلح پر خاتمه ہو گیا) میں جو شخص سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا وہ اسی خاندان کا ایک نامور سردار حرب بن امیر تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں عبد مناف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے مل جاتا ہے۔ پھر اس پر مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم (یا حکم) بیضا عبیت عبد المطلب یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

ولادت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تہجرت مدینہ سے ۲۷ برس قبل بیطابق ۷۵ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن اور جوانی کے حالات پر وہ خفا میں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ آپ مکہ کے ان چند اور نمایاں لوگوں میں تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

پیشہ:

قریش کا عام پیشہ تجارت تھا۔ اس میں انہوں نے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ قرآن مجید کی سورہ ایلاف میں گرمی اور سردی کے موسم میں قریش کے تجارتی قالفوں کا ذکر ہے، قریش کے اسی عام مذاق کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کو ذریعہ معاش بنایا اور ایک شخص ربیعہ بن حارث کی شرکت میں کپڑے کا کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا۔ اس میں انہوں نے وہ کامیابی اور شہرت حاصل کی کہ ان کا اقبہ ہی عثمان غنی ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً بڑے حليم، سخن اور اعلیٰ اخلاق و فحائل کے انسان تھے۔ اسی بناء پر قریش میں نہایت معزز و محترم تھے۔ اور قریش ان سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وہ ضرب المثل بن گئی تھی۔ چنانچہ عرب کہا کرتے تھے ”أَحَبُّكُ وَالرَّحْمَنُ حُبُّ قَرِيْشِ عُثْمَانَ“ ترجمہ:- میں تجھ سے بخدا الیکی محبت کرتا ہوں جیسی محبت قریش عثمان سے کرتے ہیں۔

سلامتِ فطرت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً بڑے نیک، راست باز اور ایمان دار تھے۔ شراب کی گھٹی میں پڑی تھی۔ جو لوگ پیتے تھے فخر کرتے اور نہ پینے والے کو طعن کرتے کیونکہ ان کے نزدیک شراب نہ پینا بخل کی علامت تھا۔

لیکن اس ماحول میں دولت و ثروت کے ساتھ رہنے کے باوجود آپ ان چند اکابر قریش (مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابوکمر رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ) میں سے تھے جو سلیم الفطرت ہونے کے باعث شراب سے نفرت کرتے تھے۔ اسی طرح گانا بجانا، لہو ولعب اور زنا کاری عرب کے پسندیدہ مشاغل میں تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سب چیزوں سے بھی طبعاً مجتنب تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: میں نے عہد جاہلیت میں یا اسلام میں نہ کبھی زنا کیا ہے نہ شراب پی ہے اور نہ گانا بجا یا ہے۔

قبولِ اسلام:

طبعیت کی اس نیکی اور حق پرستی کے باعث مکہ کرمہ میں پہلے پہل جب اسلام کا غلغله بلند ہوا۔ اور یہ صدائے روح نواز فردوس گوش ہوئی تو آپ فوراً مشرف بالسلام ہو گئے۔ خود ان کے بیان کے مطابق اسلام قبول کرنے والے مردوں میں ان کا نمبر چوتھا تھا۔

حلیہ مبارک:

آپ کا رنگ سفید تھا جس میں کچھ زردی کی آمیزش تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاندی اور سونا دونوں کو مخلوط کر دیا گیا ہے۔ خوبصورت اور خوش قامت تھے۔ دونوں ہاتھوں کی کلاں یا خوش منظر تھیں۔ بال سیدھے تھے یعنی گھنگریاں نہیں تھے۔ جب عمامہ زیب سر کر لیتے تھے تو بڑے حسین و جميل نظر آتے تھے۔ ناک ابھری ہوئی۔ جسم کا نچلا دھڑر بھاری۔ پنڈلیوں اور دونوں بازوؤں پر بال کثرت سے تھے۔ سینہ چوڑا چکلا۔ کاندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی۔ چہرہ پر چیچک کے کچھ نشانات، دانت ہموار اور خوبصورت جن کو سونے کی تار سے باندھا گیا تھا۔ داڑھی بڑی گنجان، زلف دراز، اخیر عمر میں زرد خضاب کرنے لگے تھے۔ جسم کی کھال ملائم اور باریک تھی۔

لباس:

بڑے پیمانہ پر تجارت کے باعث دولت مند شروع سے ہی تھے۔ اس لیے فاما بنعمۃ ربک فحدث کے حکم کے مطابق اللہ کی نعمتوں سے استفادہ آپ کی طبیعت کا شیوه تھا۔ چنانچہ لباس بھی عمدہ قسم کا استعمال کرتے تھے۔ اس زمانہ میں یمنی چادریں بہت و قیع اور قیمتی سمجھی جاتی تھیں۔ آپ انہیں اوڑھتے تھے۔ عموماً یہ چادریں زرد رنگ کی ہوتی تھیں۔ اور ان کی قیمت سورہم کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ اور اپنے لباس میں بھی سنت کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت سلہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لگنی باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی لگنی ایسی ہوا کرتی تھی۔

غذا:

غذا بھی عمدہ اور پر تکلف استعمال کرتے تھے۔ آپ پہلے فرماں روائیں تھے جن کے لیے آٹا چھنا جاتا تھا۔

اندازِ گفتگو:

فطرتاً کم سخن اور کم گو تھے۔ لیکن جب کسی موضوع پر اظہار خیال فرماتے تو گفتگو سیر حاصل کرتے اور بلیغ کرتے تھے۔

دینی خودداری اور حمیت:

اسلام نے اس فطرت کو چپکا کر مخفی اور مصنوعی کر دیا تھا۔ اس بناء پر دینی عزت نفس اور خودداری آپ میں اس درجہ کی تھی کہ نازک سے نازک موقع پر بھی آپ میں لپک پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کرتے رہو۔ مبادا وہ وقت آجائے کہ تمہارے بُروں کو تم پر مسلط کر دیا جائے۔ اور ان بُروں کے خلاف نیک لوگ بد دعا کریں اور وہ قبول نہ کی جائے۔

عبادت و خشیت:

عبادت قرب الٰہی اور انبات الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس لیے اپنے چند در چند مشاغل اور گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود عبادت کثرت سے کرتے اور فرائض و واجبات کے علاوہ مندو بات و نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ نماز بے حد خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے۔ اس میں اس درجہ محیت ہوتی تھی کہ گرد و پیش کی کوئی خبر نہیں رہتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی چنانچہ حضرت عبد اللہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے اور مجھے معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کس طرف جانے کا حکم ملے گا تو اس بات کے جانے سے پہلے ہی مجھے راکھ بن جانا پسند ہو گا کہ دونوں طرف میں سے کس میں جانا ہے۔

اخلاق حمیدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت کی تشكیل اور کردار کی تعمیر اس حد تک کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے گئے۔ آپ کی خصلات انبیاء علیہم السلام کے طرز پر تھیں۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان سب صحابہ سے خلق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔

منکسر المزاج:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بے حد منکسر المزاج و متواضع تھے۔ اور اپنے جاہ و جلال کا خیال نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مکہ سے مدینہ واپس آتے تو مدینہ سے ذرا پہلے مُعَزَّس مسجد (ذوالحکیمہ) میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے سوار ہوئے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حال میں داخل ہوتے۔

راوی کہتے ہیں کہ کیا تواضع کے خیال سے بٹھایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تواضع کے خیال سے بھی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے۔ اس کا بھی فائدہ ہو جائے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اور بادشاہوں جیسے نہ ہوں (کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے بٹھاتے نہیں)

حضرت میمون بن مهران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے ہمانی نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ خپر پر سوار ہیں اور ان کا غلام نائل ان کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔

خدمت سے گریز:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی ذات کے لیے خدمت بہت کم لیا کرتے تھے۔

حالانکہ خدام کنیزوں کی بہتات تھی۔ لیکن ان کے آرام کا خیال رکھتے۔ حضرت عبداللہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اپنے وضو کا انتظام خود کیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا اگر آپ اپنے کسی خادم سے کہہ دیں تو وہ یہ انتظام کر دیا کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رات ان کی اپنی ہے۔ جس میں وہ آرام کرتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت زبیر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ (تہجد کے وقت) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھروالوں میں سے کسی کونہ جگاتے۔ ہاں اگر کوئی از خود اٹھا ہوا ہوتا تو اسے بلا لیتے اور وہ آپ کو وضو کے لیے پانی لادتا۔

پھرہ کا عدم اہتمام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھرے کا کوئی خاص اہتمام نہیں فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک چادر میں سوئے ہوئے تھے اور ان کے پاس کوئی بھی نہیں تھا حالانکہ اس وقت آپ امیر المؤمنین تھے۔

تقویٰ و طہارت:

تقویٰ و طہارت آپ کا جو ہر ذاتی تھا، فواحش و منکرات کا کیا ذکر مکروہات تک سے آپ کو طبعی نفرت تھی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ پروانہ وار عشق و محبت کا لازمی نتیجہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی بات اشارہ و کنایت بھی فرمائی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو امرِ حکم کی طرح گرہ میں باندھ لیا ہے اور اس کی بجا آوری کو اپنا وظیفہ زندگی سمجھا ہے۔

غلاموں کی آزادی:

غلام آزاد کرنا اسلام میں ایک بڑی عبادت اور عظیم کارثواب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے۔ لہذا ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ اور اگر کسی جمعہ میں ایسا نہیں کر سکتے تھے تو اگلے جمعہ کو ایک ساتھ دو غلام آزاد کر دیتے۔

جمع قرآن:

اگر اسلام میں ہر فعل جو احکام خداوندی کے ماتحت ہو اور جس کا مقصد حصول رضاۓ الہی ہو دینی اور مذہبی فعل ہے اور اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام کارنامے دینی کارنامے ہیں۔ تاہم سب سے بڑا اور نہایت عظیم الشان دینی کارنامہ مصحف عثمانی کی ترتیب و تدوین ہے۔ یہی وہ کارنامہ ہے جس کے باعث قرآن جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا۔ (تفصیلی ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ)۔

انشاء و تحریر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر و انشاء میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کی تحریریں خطوط کی شکل میں حدیث و تاریخ اور ادب کی کتابوں میں محفوظ ہیں (جو کہ اردو میں ”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ“ کے سرکاری خطوط۔ ”مصنفہ پروفیسر خورشید احمد صدر شعبہ عربی دہلی یونیورسٹی۔“ کے نام سے منظر عام آچکے ہیں) ان پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تحریر کی خصوصیت یہ ہے کہ کلام مَاقِلٌ وَدَلٌ کا مصدق ہوتا ہے۔ الفاظ مرصع اور جملے کے جملے فصاحت و بلاغت کی جان اور نہایت موثر و لنшин ہوتے ہیں۔

اقوال عثمان رضی اللہ عنہ:

- (۱) غم دنیا ایک تاریکی ہے اور غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔
- (۲) تارک دنیا خدا کا، تارک گناہ فرشتوں کا اور تارک طمع مسلمانوں کا محبوب ہوتا ہے۔
- (۳) چار چیزیں بیکار ہیں: (۱) وہ علم جو بے عمل ہو۔ (۲) وہ مال جو خرچ نہ کیا

جائے۔ (۳) وہ زہد جس سے دنیا حاصل کی جائے۔ (۴) وہ بھی عمر جس میں سامان آخوت کچھ تیار نہ کیا جائے۔

(۵) فرمایا مجھے دنیا میں تم باتیں پسند ہیں: (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ (۲) غنوں کو کپڑا پہنانا۔ (۳) قرآن مجید خود پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا۔

(۶) فرمایا بظاہر چار باتوں میں ایک خوبی ہے مگر حقیقت میں چاروں کی تہہ میں چار ضروری امر بھی ہے: (۱) نیکوکاروں سے ملنا ایک خوبی ہے۔ مگر ان کا اتباع کرنا ایک ضروری امر ہے۔ (۲) تلاوت قرآن مجید ایک خوبی ہے۔ مگر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۳) مریض کی عبادت ایک خوبی ہے مگر اس کی وصیت (مکمل) کرنا ایک ضروری امر ہے۔ (۴) زیارت قبور ایک خوبی ہے۔ مگر وہاں کی تیاری کرنا ایک ضروری امر ہے۔

(۷) فرمایا مجھے چار باتوں میں عبادت الہی کا مزہ آتا ہے: (۱) فرماض کی ادائیگی میں۔ (۲) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں۔ (۳) امید اجر پر نیک کام کرنے میں۔ (۴) اور خوف خدا سے برائیوں سے بچنے میں۔

(۸) فرمایا متقی کی پانچ علامات ہیں: (۱) ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔ (۲) شرمنگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ (۳) سرست دنیا کو و بال خیال کرنا۔ (۴) شہبات کے خوف سے حلال سے بھی (احتیاطاً) پرہیز کرنا۔ (۵) (اپنے بارے میں یقین ہونا کہ) بس ایک میں ہی ہلاکت میں پڑا ہوں۔

(عشرہ بہترہ ص ۹۲ بحوالہ منہاجات ابن حجر عسقلانی)

امورِ خلافت و انتظام ملکی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت علی منہاج المنوتوں پر قائم و دامم رکھی۔ مجلس شوریٰ بالکل اسی طرح برقرار رکھی جس طرح آپ سے پیشتر خلفاء کے دور میں تھی۔ اہم امور میں آپ تمام اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم، مشیران خلافت اور ضرورت پڑنے پر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیتے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آتا ہے تو مشرق و مغرب کی انتہاء تک خدا کا دین پھیل جاتا ہے۔ خدائی اشکر ایک طرف اقصیٰ مشرق تک اور دوسرا طرف انتہاء مغرب تک پہنچ کر دم لیتے ہیں۔ اور مجاہدین کی آبدار تلواریں خدا کی توحید کو دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں پہنچادیتی ہیں۔ اندرس، قیروان، سیقہ یہاں تک کہ چین تک آپ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔

دوسری طرف مائن، عراق، خراسان، اہواز سب فتح ہوئے۔ ترکوں سے جنگ عظیم ہوئی۔ آخر ان کا بڑا بادشاہ خاقان خاک میں ڈیل و خوار ہوا۔ اور زمین کے مشرقی اور مغربی کونوں نے اپنے خراج بارگاہ خلافت عثمان میں پہنچوائے۔ آپ کے زمانے کو دیکھئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی ہے یہاں تک کہ میں نے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک اس وقت مجھے دکھائی گئی ہے۔

اوّلیاتِ عثمان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت سے کاموں کا اجراء فرمایا جن میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) بیت المال سے موزین کے لیے وظائف کا تقرر فرمایا۔ (۲) تکمیر میں آواز پنجی رکھنے کا حکم دیا۔ (۳) تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا۔ (۴) جمعہ کی نماز کے لیے ایک اور اذان کا اضافہ فرمایا۔ (۵) زمینوں پر مالکانہ حقوق کے پروانوں کا اجرافرمایا۔ (۶) بیت المال کے اونٹوں اور گھوڑوں کے چرنے کے لیے چراگاہوں کا بندوبست فرمایا۔ (۷) دارالقضاء کے لیے علیحدہ عمارت تعمیر فرمائی اور بحج مقرر کیے۔ (۸) بیت المال، مہمان خانوں وغیرہ کے لیے الگ الگ عمارت تعمیر فرمائیں۔ (۹) جدہ کی بندراگاہ اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی۔ (۱۰) جگہ جگہ ضرورت کے تحت سڑکیں اور پل تعمیر کروائے۔ (۱۱) اسلام میں اول وقف عام مسلمانوں کے لیے رومہ کا کنوں خریدا۔ (۱۲) اسلام

میں اول مہا جرجمع اہل و عیال فی سبیل اللہ ہیں۔ (۱۳) ملک شام میں سمندری چہازوں کے بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ (۱۴) سب سے پہلے محتسب کا تقرر آپ نے فرمایا۔ (۱۵) مدینہ کو سیلا ب سے بچانے کے لیے ایک بند تعمیر کرایا۔ (۱۶) جگہ جگہ پانی کی نہریں کھدوائیں۔ (۱۷) بحری افواج قائم کیں اور بحری فتوحات بھی آپ کے عہد میں ہوئیں۔

کتابت و حی:

چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہنا پڑھنا جانتے تھے۔ لہذا اسلام لانے کے بعد آپ کو کتابت و حی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے خود عثمان رضی اللہ عنہ کو اس گھر میں دیکھا ہے کہ رات کے وقت گرمی کے موسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول گرانی محسوس کر رہے ہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وحی لکھ رہے ہیں۔ اپنایہ مشاہدہ بیان کرنے کے بعد امام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ قرب و اختصاص کا شرف اللہ تعالیٰ اسی شخص کو عطا فرماسکتا ہے جو اعلیٰ اخلاق و صفات کا انسان ہو۔

ازواج واولاد:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ تھا۔ لیکن ایک مہلک مرض میں بیٹلا ہو کر جلد انتقال ہو گیا۔ اسی کی نسبت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحب زادی ام کلثوم سے نکاح ہوا۔ ۳۷ ہی میں غزوہ بدرب جس روز ختم ہوا اسی دن ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بن خواتین سے نکاح کیا ان کے نام یہ ہیں:

- (۱) فاختہ بنت غزوہ: قبیلہ مضر سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام عبد اللہ الاصغر تھا۔ نو عمری میں انتقال ہوا۔
- (۲) ام عمرو بنت جندب: قبیلہ ازد سے تعلق تھا۔ ان سے عمرو، ابان، خالد اور عمر چار لڑکے اور مریم ایک لڑکی پیدا ہوئی۔
- (۳) فاطمة بنت الولید: ام عبد اللہ کنیت۔ قبیلہ بنی مخزوم سے تعلق تھا۔ ولید، سعید دو لڑکے اور ام سعید ایک لڑکی ان سے پیدا ہوئی۔
- (۴) اسماء بنت ابی جہل بن ہشام: ان سے ایک لڑکا مغیرہ پیدا ہوا۔
- (۵) ملیکہ بنت عینہ بن حصن الفزاری: کنیت ام النبین، ان سے صرف ایک لڑکا بعد الملک پیدا ہوا اور جلد ہی انتقال ہو گیا۔
- (۶) رملہ بنت شیۃ بن ریبۃ۔ ان سے تین لڑکیاں ہوئیں۔ ام ابان۔ ام عمرو اور عائشہ۔
- (۷) نائلۃ بنت القرافصة الکھنی۔ ان سے حب ذیل اولاد ہوئی مریم الصغری، ام خالد، اروئی، ام ابان الصغری اور عقبۃ۔
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت یہی موجود تھیں۔ (واضح رہے کہ یہ تمام زوجات یکے بعد یگرے نکاح میں آئیں۔ ایک وقت میں چار ہی کی اجازت ہے۔)

قصہ نمبر ۱) حالتِ سفر میں بعثت رسول اللہ ﷺ کی بعثت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم ایک تجارتی قافلہ میں ملک شام کی حدود میں داخل ہو گئے تو وہاں ایک بخوبی عورت ہمارے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا (جن) ساتھی میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو کیا۔ میں نے کہا کیا تو انہوں نہیں آئے گا۔ اس نے کہا اب اس کی کوئی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ احمد رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو گیا۔ اور ایسا حکم آگیا ہے جو بس میں نہیں ہے۔ میں وہاں سے جب تکہ واپس آیا تو دیکھا کہ مکہ میں حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۶۲۶، بحولہ البدایہ ج ۲ ص ۲۲۸)

قصہ نمبر ۲) عیادت کی برکت سے نعمتِ اسلام سے سرفراز ہونا

حضرت عمرو بن عثمانؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی خالہ اروٹی بنت عبد المطلب کے پاس ان کی بیمار پری کے لئے گیا۔

کچھ دیر بعد حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے میں آپ کو غور سے دیکھنے لگا اور آپ کی نبوت کا تھوڑا بہت تذکرہ ان دنوں ہو چکا تھا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے عثمان! تمہیں کیا ہوا (مجھے غور سے دیکھ رہے ہو) میں نے کہا کہ میں اس بات پر جیران ہوں کہ آپ کا ہمارے میں بڑا مرتبہ ہے اور پھر آپ کے بارے میں اسکی باتیں کہیں جا رہی ہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا لا اله الا الله۔ اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کاٹپ گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تَوْعِدُونَ ۝ فُورِبِ السَّمَاءِ

وَلَأَرْضٍ أَنَّهُ لِحَقٍّ مِثْلُ مَا أَنْتُمْ تَنْطَقُونَ﴾ (الدریت ۲۲.۲۲)

”اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔ قسم ہے رب آسمان اور زمین کی، کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔“
پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

(حیة الصحابة ج اص ۸۵۔ بحوالہ الاستیعاب ج ۲۲۵ ص ۳)

قصہ نمبر ۳ ﴿اطھار اسلام پر تکالیف﴾

حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ نے پکڑ کر ری میں مضبوطی سے باندھ دیا۔ اور کہا کہ تم اپنے آبا اجادا کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو؟ اور اللہ کی قسم! جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے میں اس وقت تک تمہیں بالکل نہیں کھولوں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا جب حکم نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دین پر بڑے پکے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔

(حیة الصحابة ج اص ۳۶۵۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۷۲)

قصہ نمبر ۴ ﴿تعاون علی البر کی مثال﴾

خلیفہ سوم مقرر کرنے کے دوران حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس خلافت کے منصب سے خود بخود دستبردار ہو جائے۔ اور پھر اس بات کی کوشش کرے کہ وہ تم میں سے بہترین اور اہل شخصیت کو خلیفہ بنوائے، آپ کی اس تجویز پر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں خود دستبرداری کا اعلان کرتا ہوں۔

اس پر حضرت عثمان نے فرمایا میں سب سے پہلے آپ کی اس کوشش میں آپ کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ”جو اس سرز میں کا امین ہے وہ آسمان کا بھی امین ہے“ باقی لوگوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ (حضرت عباد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امین الامت کا لقب عطا فرمایا تھا)

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۰)

قصہ نمبر ۵ امارت سے استغنا

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس دن تشریف لائے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی۔ اس موقع پر لوگوں نے کہا کہ تم بھی بیعت کرو۔ تو وہ پوچھنے لگے کہ تمام اہل قریش نے ان کی حمایت کی ہے؟ وہ بولے ہاں اس کے بعد وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہیں اس معاملہ کا اختیار ہے اگر تم ازکار کرو گے تو میں اس معاملہ کو لوٹا دوں گا۔ وہ بولے کیا آپ لوٹا دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کیا تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر وہ بولے میں بھی بیعت کرنے پر رضا مند ہوں اور میں لوگوں کے متفقہ فیصلے سے الگ رہنا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲۵)

قصہ نمبر ۶ دوسروں سے نصیحت چاہنا

حمران بن ابان روایت کرتے ہیں کہ خلافت کی بیعت کے بعد امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ انہیں بلا کر الوں۔ جب وہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھے آپ کی

نصیحت کی آج سخت ضرورت ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ مندرجہ ذیل پانچ باتوں پر سختی کے ساتھ عمل کریں تو قوم آپ کی کبھی مخالفت نہیں کرے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نمبر (۱) قتل سے صبر کرنا (۲) لوگوں سے محبت کرنا (۳) لوگوں سے درگزر کا معاملہ کرنا (۴) نرمی اختیار کرنا (۵) راز کو پویشنا رکھنا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۰۸)

قصہ نمبر ۷ ﴿ سخاوت و حسن جمال کا پیکر ﴾

ابن سعید بن یربوع مخزوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حسن الوجه سوئے ہوئے تھے۔ ان کے سر کے نیچے اینٹ تھی یا اینٹ کا لکڑا تھا۔ میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن و جمال سے مجتب و حیران تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا۔ اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتالایا۔ ان کے قریب ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا۔ آپ نے مجھے فرمایا اسے بلا و تو میں نے اسے بلایا تو آپ نے اسے کوئی حکم دیا اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ لڑکا چلا گیا اور ایک حلہ اور ایک ہزار درہم لے کر واپس آگیا۔ مجھے وہ حلہ (جوڑا) پہننا دیا اور ہزار درہم اس (جوڑے کی جیب میں) ڈال دئے۔

میں اپنے باپ کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے کہا تیرے ساتھ یہ (حسن سلوک اور جود و کرم) کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ مسجد میں سورہ تھا۔ اور میں نے اس سے زیادہ صاحب حسن و جمال کبھی نہیں دیکھا میرے والد نے کہا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۶۲)

قصہ نمبر ۸ ﴿حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان سے حیا کرنا﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ (گھر میں) بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے پھر حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے حضور ﷺ با تین کر رہے تھے۔ اور حضور ﷺ کے گھنٹے کھلے ہوئے تھے (باقی حضرات کے آنے پر تو حضور ﷺ ایسے ہی رہے لیکن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر حضور ﷺ نے اپنے گھنٹوں پر کپڑا ڈال دیا۔ اوپنی زوجہ مختومہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) سے فرمایا ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ یہ حضرات حضور ﷺ سے کچھ دیر بات کر کے چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ! میرے والد اور دوسرے صحابہ اندر آئے تو آپ نے نہ تو گھنٹے پر اپنا کپڑا ٹھیک کیا اور نہ مجھے پیچھے ہونے کو کہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں اس آدمی سے حیانہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے فرشتے عثمان سے ایسے ہی دیا کرتے ہیں جیسے اللہ اور رسول ﷺ سے کرتے ہیں۔ اگر وہ اندر آتے اور تم میرے پاس بیٹھی ہوتیں تو وہ نہ توبات کر سکتے اور نہ واپس جانے تک سراہٹا سکتے (احکامات حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے)

(حیاة الصحابة ج ۲ ص ۲۹۹، بحوالہ البدایہ ج ۲ ص ۲۰۳)

قصہ نمبر ۹ ﴿قبر کا خوف﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو

جاتی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے ہیں لیکن قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟ فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائے کہ قبر آخرت کی منزاوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کیلئے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں۔ اور جو اس (کے عذاب) میں پھنس گیا اس کیلئے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور میں نے حضور ﷺ سے یہ بھی سنائے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ گھبراہٹ والا نہ ہو۔ اور حضرت ہاشمؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک قبر پر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنائے

فَانْتَصِرْ مِنْهَا تَحْمِلْ مِنْ ذِي عَظِيمَةٍ

وَالْفَانِي لَا إِخَالَكَ نَاجِيَا

(اے قبر والے!) اگر تم اس گھاٹی سے سہولت سے چھوٹ گئے تو تم بڑی زبردست گھاٹی سے چھوٹ گئے۔ ورنہ میرے خیال میں تمہیں آئندہ کی گھاٹیوں سے نجات نہیں مل سکے گی۔

(حیاة الصحابة ج ۲ ص ۸۲۷، بحوالۃ ترمذی و ابو حیم فی الحدیۃ ج ۱ ص ۶۱)

قصہ نمبر ۱۰ ﴿تجدد یہ کعبہ کیلئے سختی کرنا﴾

۲۶، ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حرم کعبہ کی تجدید اور توسعہ کا حکم دیا اور اس مقصد کیلئے انہوں نے ایک جماعت سے کچھ زمین خریدی۔ جبکہ کچھ لوگوں نے اپنی زمینیں فروخت کرنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی عمارتیں گردائیں اور ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کر دیں۔ بعد میں ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر جنح و پکار کی تو آپ نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو میری شرافت اور میرے حکم کی وجہ سے مجھ پر چلانے کی جسارت ہوئی ہے۔ جبکہ تمہارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کی کارروائی کی تو تم ان پر نہیں چلاتے تھے۔ آخر کار عبد اللہ بن خالد بن اسید کی سفارش پر انہیں رہا کر دیا گیا۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۵۸)

قصہ نمبر ۱۱) رعایا کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فرمایا اے اہل مدینہ! لوگ فتوؤں میں بنتا ہو رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہارے مال و جاندار کو تمہارے پاس منتقل کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ یہ تمہاری رائے ہو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ جو اہل عراق کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوا ہو وہ اپنے ساز و سامان کے ساتھ اپنے وطن میں مقیم ہو جائے۔ اس پر اہل مدینہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ ہمارے مال غنیمت کی اراضی کو کیسے منتقل کر سکتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ان اراضی کو کسی کے ہاتھ جاز کی اراضی کے ہاتھوں فروخت کر دیں گے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسا راستہ کھول دیا ہے جو ان کے خیال و گمان میں نہیں تھا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۵)

قصہ نمبر ۱۲) انگوٹھی کی گمشدگی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے لیے پانی پینے کا ایک کنوں الحمد و ایا۔ ایک دفعہ آپ اس کنوں کے سرے پر بیٹھے ہوئے اس انگوٹھی (کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط پر مہر ثبت کرنے کے لیے بنائی تھی۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور مہر استعمال کیا۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں استعمال کیا۔ اور اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھی) کو گرفت دے رہے تھے اور اسے اپنی انگلی میں گھما رہے تھے کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے نکل رکنوں میں گر گئی۔ لوگوں نے کنوں میں اس کو بہت تلاش کیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکلا وادیا پھر بھی اس کا سارا غنہ مل سکا۔

بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا جو بھی شخص اس انگوٹھی کو لے کر

آئے گا۔ اسے بھاری رقم دی جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس خاتم مبارک کے گم ہونے کا بہت رنج و غم ہوا۔ اور اس کی تلاش میں سرگردان رہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی آپ کو وہ انگوٹھی نہ ملی۔ اور جب آپ ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو آپ نے اس جیسی چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہو بہو دیسی ہی انگوٹھی بنائی گئی۔ اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا۔ جب آپ کو شہید کیا گیا تو وہ انگوٹھی بھی غائب ہو گئی۔ اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کون اس انگوٹھی کو لے گیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۷)

قصہ نمبر ۱۳ ﴿احساسِ ذمہ داری﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہل شام تمہاری شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے۔ اور دولت مندوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال و دولت کو جمع کریں۔ چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابوذر! میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں۔ اس لیے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۹)

قصہ نمبر ۱۴ ﴿اکرام اور پستے کی بات﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا۔ لیکن

جب ان کا اصرار بڑھاتا تو اجازت دے دی اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیے اور انہیں یہ بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ۔ چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ ربذه چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف ادا کرتے تھے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۹)

قصہ نمبر ۱۵ میقات کا خیال رکھنے کی تاکید

حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فتوحاتِ کثیرہ پر شکرانے کے طور پر عمرہ کی نیت کی اور نیشاپور سے احرام باندھا اور مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (نیشاپور) خراسان سے احرام باندھنے پر ان کو ملامت کیا اور فرمایا ”کاش کہ تم اس میقات سے احرام باندھتے جہاں سے مسلمان احرام باندھا کرتے ہیں۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۹)

قصہ نمبر ۱۶ برائی کا قلع قمع کرنا

حکیم بن عباد روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جب دنیاوی خوشحالی آئی اور لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوئی تو دولت مندی انہائے تک پہنچی تو وہاں سب سے پہلے جو برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کو اڑانا اور مختلف چیزوں کی نشانہ بازی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس بے راہ روی کو روکنے کی خاطر اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی کے مراکز کو ختم کرے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۰۶)

قصہ نمبر ۱۸) اجتماعی ضرورت کی خاطر تم حدیث کا حکم ॥

حضرت عبد اللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جا : اور لوگوں کے قاضی بن جاؤ۔ ان میں فیصلے کیا کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف رکھیں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ تم جا کر لوگوں کے قاضی ضرور بنو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جلدی نہ کریں۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ جس نے اللہ کی پناہ چاہی وہ بہت بڑی پناہ میں آگیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں قاضی بنے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم قاضی کیوں بنتے ہو؟ حالانکہ تمہارے والد تو قاضی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو قاضی بنا اور پھر نہ جانے کی وجہ سے غلط فیصلہ کر دیا تو وہ دوزخی ہے۔ اور قاضی عالم ہوا اور حق و انصاف کا فیصلہ کرے وہ بھی یہ چاہے گا کہ وہ اللہ کے ہاں جا کر برادر سرا برچھوٹ جائے (نہ انعام ملے اور نہ کوئی سزا لے) اب اس حدیث کے سُنّتے کے بعد بھی میں قاضی بننے کی امید کر سکتا ہوں؟

اس بات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان سے فرمایا کہ تم کو تو معاف کر دیا لیکن تم کسی اور کو یہ بات نہ بتانا (ورنہ اگر سارے ہی انکار کرنے لگ گئے تو پھر مسلمانوں میں قاضی کون بنے گا؟ یہ اجتماعی ضرورت کیسے پوری ہوگی؟)

(حیۃ الصحابة ج ۲ ص ۸۶، ج ۳ ص ۲۳)

قصہ نمبر ۱۹) استصواب رائے ॥

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جس مسئلہ میں شبہ ہوتا اور اس کے متعلق کوئی صحیح

رائے قائم نہ کر سکتے تو دوسرے صحابہ سے استفسار فرماتے اور عوام کو بھی ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ایک دفعہ سفر حج کے دوران ایک شخص نے پرندہ کا کوشت پیش کیا جو شکار کیا گیا تھا۔ جب آپ کھانے کے لیے بیٹھے تو شبہ ہوا کہ حالت احرام میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمفر تھے۔ ان سے استصواب کیا انہوں نے عدم جواز کا فتویٰ دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

(خلافے راشدین ص ۲۳۱، بحوالہ متدرک ابن جنبل ج ص ۱۰۰)

قصہ نمبر ۱۹ ﴿ فریضہ تبلیغ دین ﴾

ناہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم فرض دین کی خدمت اور اس کی اشاعت و تبلیغ ہے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فرض کے انجام دینے کا ہر لحظہ خیال رہتا تھا۔ چنانچہ جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے تھے ان کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کر کے ان کو دین متنیں کی طرف دعوت دیتے تھے۔ لہذا ایک دفعہ بہت سی رومنی اونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ان کے پاس جا کر تبلیغ اسلام کا فرض انجام دیا۔ چنانچہ دعوتوں نے متاثر ہو کر کلمہ توحید کا اقرار کیا اور دل سے مسلمان ہوئیں۔

(خلافے راشدین ص ۲۳۰، بحوالہ ادب المفرد باب حضن المرأة)

قصہ نمبر ۲۰ ﴿ نگتہ فقاہت ﴾

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے۔ اور اپنی چادر ایک شخص پر جو خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا تھا ڈال دی۔ اتفاق سے اس پر ایک کبوتر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ چادر کو اپنی بیٹ سے گندہ نہ کر دے اس کو اڑا دیا۔ کبوتر اڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھا۔ وہاں اس کو ایک سانپ نے کاٹ لیا اور وہ اسی وقت مر گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ

عنه کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے کفارہ کا فتویٰ دیا کیونکہ وہ اس کبوتر کو ایک محفوظ مقام سے غیر محفوظ مقام میں پہنچانے کا باعث ہوئے تھے۔

(خلافے راشدین ص ۲۳۶، بحوالہ مندرجہ ذیل ص ۹۷)

قصہ نمبر ۲۱ ﴿اپنی ذات کو مشورہ کے تابع رکھنا﴾

جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تگ ہو گئی تو لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کو کشاوہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ مروان بن حکم موجود تھا۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے قربان! اس معاملہ میں مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اضافہ کا ارادہ کیا تو کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہم ہو گئے، فرمایا: خاموش! عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ تھا کہ لوگ ان سے اس درجہ خوف کھاتے تھے کہ اگر وہ لوگوں سے کہتے کہ گوہ (ایک جانور جسے عربی میں ثبٰ کہتے ہیں اور جو دھوکہ دینے میں ضرب المثل ہے) کے بھٹ میں گھس جاؤ تو لوگ اس میں گھس جاتے۔ لیکن میر اعمالہ یہ ہے کہ میں نہ ہوں۔ اس لیے مختار رہتا ہوں کہ وہ احتیاج نہ کریں۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۲۸، بحوالہ وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۰۸)

قصہ نمبر ۲۲ ﴿کلمہ خیر کا فوراً اتباع کرنا﴾

حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سات لاکھ کی قیمت پر ان کی اراضی خریدی۔ اور رقم لے کر ان کے پاس گئے، طلحہ نے فرمایا ایک شخص سے یہ معاملہ کر رہا ہوں مگر اس کو اس بات کی خبر نہیں ہے کہ اس کے گھر میں اللہ کا کیا حکم نازل ہونے والا ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو آپ نے اپنے قاصد کے ذریعہ اس مال کو رات بھر تقسیم کرایا حتیٰ کہ صحیح تک ان کے پاس ایک درہم بھی باقی نہیں بچا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۲)

قصہ نمبر ۲۳ ﴿ جائز سفارش کرنا ﴾

ربیع بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ عہدِ جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عباس بن ربیع نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابن عامر کو تحریر فرمائیں کہ وہ مجھے بطور قرض کے ایک لاکھ رقم دیدے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کر دیا اور ابن عامر نے انہیں ایک لاکھ کی رقم دے دی۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا گھر بطور ہدیہ کے دے دیا اور آج تک ان کا گھر عباس بن ربیع کا گھر کہلاتا ہے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۲)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿ اعمالِ سحر پر گرفت ﴾

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ ابن ذی الحکمہ نہدی نیرنخ جادو کا کام کیا کرتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے اس کام کے بارے میں اطلاع ہوئی تو آپ نے ولید بن عقبہ کو لکھا کہ اس بارے میں ابن ذی الحکمہ سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرے تو اسے سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ ولید بن عقبہ نے انہیں بلوایا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا ہاں یہ عجیب و غریب شعبدہ بازی کا کام ہے اور اقرار کیا تو ولید بن عقبہ نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا اور عوام کو بھی اس کے بارے میں آگاہ کیا اور ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خط کو پڑھ کر سنایا گیا کہ ”یہ معاملہ نہایت سمجھیدہ اور سنگین ہے اس لیے تم لوگ بھی سنجیدگی اختیار کرو اور ہنسی مذاق اور دل لگی سے بچو۔ لوگوں کو اس بات سے تجب ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک اس کی اطلاع کیے پہنچی؟“

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۰)

قصہ نمبر ۲۵ ﴿ اعزازِ سفارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) حضرت عثمان رضی اللہ

عنه کو بلا کر قریش کی طرف بھیجا اور ان سے فرمایا کہ انہیں یہ بتا دو کہ ہم (کسی سے) لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مومن مرد اور عورتیں ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس جا کر ان کو فتح کی خوشخبری سنادیں اور ان کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ میں اپنے دین کو ایسا غالب کر دیں گے کہ پھر کسی کو اپنا ایمان چھپانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ خوشخبری دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے کمزور مسلمانوں کو (ایمان پر) جماٹا چاہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے (مکہ کے راستے میں) مقام بلدهج میں ان کا قریش کی ایک جماعت پر گزر ہوا۔ قریش نے پوچھا کہاں (جاری ہے ہو؟) انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تمہیں بتا دوں کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انہوں نے ویسے ان کو دعوت دی۔ انہوں نے کہا ہم نے آپ کی بات سن لی ہے جاؤ اپنا کام کرو۔ ابان بن سعید بن عاص نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان کو اپنی پناہ میں لیا اور اپنے گھوڑے کی زین گسی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا کر مکہ لے گئے۔

(حیات الصحابة ج ۱ ص ۲۰۲۔ بحوالہ کنز العمال ج ۵ ص ۲۸۸)

قصہ نمبر ۲۶ ﴿فَإِنَّهُمْ أَهْنَكُلَّ أُورَحْبَرِ رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو نظروں کے سامنے بیت اللہ تشریف تھا جس کی طواف کی حرست میں سب مسلمان آئے تھے۔ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ البتہ تم چاہو تو عمرہ کر لو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے آقا تو عمرہ نہ لریں اور میں کر لوں۔ اوہر حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کس قدر خوش قسمت ہیں کہ سب سے پہلے حرم اعہبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ نہیں جب تک میں طواف نہ کر لوں عثمان بھی نہیں کریں گے۔ (یہ ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد کی نشاندہی کرتا ہے۔)

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۲۸)

قصہ نمبر ۲ ﴿ سب سے پہلے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت ﴾

حضرت قادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (صحابہؓ میں سے) سب سے پہلے اللہ کے لئے جس نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے حضرت نظر بن انس اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے جدشہ چلے گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی صاحزادی بھی تھیں۔ حضور ﷺ کے پاس ان دونوں کی خیر خبر آنے میں دیر ہو گئی۔ پھر قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا اے محمد! ﷺ میں نے تمہارے داماد کو دیکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا تم نے ان دونوں کو کس حال میں دیکھا؟ اس عورت نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک کمزور سے گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود اس کو چیچھے سے ہانک رہے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی ہے)

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۲۳۱، حوالہ البدایہ ج ۳ ص ۲۶)

قصہ نمبر ۲۸ ﴿بامر مجبوری حدیث نہ سنا نا﴾

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو صالحؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنائے لوگو! میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ لیکن اب تک آپ لوگوں سے چھپا رکھی تھی تاکہ (اس حدیث میں اللہ کے راستے میں جانے کی زبردست فضیلت کو سن کر) آپ لوگ مجھے چھوڑ کر چلے نہ جائیں۔ لیکن اب میرا یہ خیال ہوا کہ وہ حدیث آپ لوگوں کو سنادوں تاکہ ہر آدمی اپنے لئے اسے اختیار کرے جو اسے مناسب معلوم ہو (میرے پاس مدینہ رہنا یا اللہ کے راستے میں مدینہ سے چلے جانا)۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد کی حفاظت کیلئے پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزاروں سے بہتر ہے۔ (حیات الصحابہ ج ۵ ص ۶۳، حوالہ مسند احمد ج ۱ ص ۶۵)

قصہ نمبر ۲۹ ﴿اہل بیت کی تعظیم اور ان سے محبت﴾

حضرت قاسم بن محمدؓ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے جو بہت سے نئے قانون بنائے ان میں سے ایک قانون یہ تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا تو اس سے فرمایا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں انکی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جوا چھا سمجھ رہا ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہ نے بہت پسند کیا (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی ہو گی) (حیات الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۵، حوالہ مسند البزر ج ۵ ص ۲۲۳)

قصہ نمبر ۲۰ ﴿شیطانی و ساوس سے نجات کی فکر﴾

حضرت محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس کئے اور ان سے حضرت عثمان کی شکایت کی۔ (یہ دونو حضرات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پائے آئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان نے کہا اللہ کی قسم! میں نے (ان کے سلام کو) سنا ہی نہیں۔ میں تو کسی گھری سوچ میں تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کیا سوچ رہے تھے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں شیطان کے خلاف سوچ رہا تھا کہ وہ ایسے برے خیالات میرے دل میں ڈال رہا تھا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سارا بھی مجھے مل جائے تو بھی ان برے خیالات کو زبان پر نہیں لاسکتا۔ جب شیطان نے میرے دل میں یہ برے خیالات ڈالنے شروع کئے تو میں نے دل میں کہا اے کاش میں حضور ﷺ سے پوچھ لیتا کہ ان شیطانی خیالات سے نجات کیسے ملے گی؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی تھی اور میں نے حضور سے پوچھا تھا کہ شیطان جو برے خیالات ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے ان سے ہمیں نجات کیسے ملے گی؟۔

حضور ﷺ نے فرمایا ان سے نجات تمہیں اس طرح ملے گی کہ تم وہ کلمہ کہہ لیا کرو جو میں نے موت کے وقت اپنے چچا کو پیش کیا تھا لیکن انہوں نے وہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ (اور وہ کلمہ یہ ہے: لا اله الا الله محمد رسول الله)

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۶۲۵ بحوالہ منتخب الکنز ج ۱ ص ۷۸)

قصہ نمبر ۲۱ ﴿حدیث رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے کچھ بھائی نہ دینا﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر امیں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھ بھر کر دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور میں نے دو دفعہ یہ کہا اے امیر المؤمنین! کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہو گئی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ نے پوچھا کیا ہوا؟

میں نے کہا اور تو کوئی بات نہیں البتہ یہ بات ہے کہ میں ابھی مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھ بھر کر دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے تو) ان سے فرمایا آپ نے اپنے بھائی (سعد رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ نے کیا ہے۔ اور بات اتنی بڑھی کہ انہوں نے اپنی بات پر قسم کھالی اور میں نے اپنی بات پر قسم کھالی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آگیا تو انہوں فرمایا استغفر اللہ و اتوب الیه آپ میرے پاس سے ابھی گزرے تھے۔ اس وقت میں اس بات کے بارے میں سوچ رہا تھا جو میں نے حضور ﷺ سے سنی تھی اور وہ بات ایسی ہے کہ جب بھی مجھے یاد آتی ہے تو میری نگاہ پر اور میرے دل پر ایک پرده پڑ جاتا ہے (جس کی وجہ سے نہ کچھ نظر آتا ہے اور نہ کچھ سمجھا آتا ہے)۔

میں نے کہا میں آپ کو وہ بات بتاؤں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ فرمایا (کہ دعا کے شروع میں اسے پڑھنا چاہیے) اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور حضور ﷺ اس سے بالتوں میں مشغول ہو گئے پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے (اور چل پڑے) میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا پھر مجھے خطرہ ہوا کہ میرے پہنچنے سے پہلے کہیں حضور ﷺ گھر کے اندر نہ چلے جائیں اس لئے میں نے زمین پر پاؤں زور سے مارے اس پر حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ کون ہے (کیا) ابو سحاق ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اور تو کوئی بات نہیں ہے بس یہ بات ہے کہ آپ نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ کیا

تعالیٰ کا یہ پیام پہنچایا ہے کہ میں رقیہ کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔ پھر جب با مرخد اوندی حضرت کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری اور لڑکی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۲۶۲۔ بحوالہ حاکم)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿برائی نہ دیکھنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا﴾

حضرت سلیمان بن موسیؑ کہتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا کہ کچھ لوگ برائی میں مشغول ہیں آپ ان کے پاس جائیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ تو سب بکھر چکے ہیں۔ البتہ برائی کے اثرات موجود ہیں تو انہوں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کو برائی پر نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۵۔ بحوالہ ابو قیم فی الحکایۃ ج ۱ ص ۲۰)

قصہ نمبر ۲۵ ﴿حضرور ﷺ والا وضو سکھانا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں موذن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ایک مد (تقریباً ۱۳ چھٹاں کم) پانی آتا ہوگا۔ اس سے وضو کیا پھر فرمایا کہ جیسا میں نے اب وضو کیا ہے۔ حضور ﷺ کو میں نے ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے گا تو اس کے ظہر اور فجر کے درمیان کے گناہ معاف کر

۱۔ یئے جائیں گے۔ پھر وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو اس کے عصر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ مغرب پڑھے گا تو مغرب اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دے گا۔ پھر وہ انہ کروضوکر کے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کے فجر اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ سبھی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

مجلس کے ساتھیوں نے پوچھا، اے عثمان! یہ تو حنات ہو گئیں تو باقیات صالحات کیا ہوں گی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا باقیات صالحات یہ کلمات ہیں لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ الحمد لله واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (حیاة الصحابة ج ۳ ص ۱۰۳) بحوالہ التغییب ج ۱ ص ۲۰۳)

قصہ نمبر ۳۶ ﴿ دنیا میں بدلہ چکانے کی فکر ﴾

حضرت ابو الفرات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مرزوں اتحاہ میں بدلہ سے بدل لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا زور سے مرزو۔ دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

(حیاة الصحابة ج ۲ ص ۱۲۵) بحوالہ الریاض الحضرۃ فی مناقب العشر للجہب الطبری ج ۲ ص ۱۱۱)

قصہ نمبر ۳۷ ﴿ تحدیث نعمت اور بڑوں کی تعریف کرنا ﴾

عمرو بن امية الضرمی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ طعام شب میں شریک تھا۔ خزیرہ (عرب میں ایک خاص قسم کا سالن ہوتا تھا جسے خزیرہ کہتے تھے۔ اس کو بکری کی کلیجی، گردہ، دل اور گھنی و دودھ سے تیار کیا جاتا تھا) سامنے آیا تو حضرت عثمان نے پوچھا کیسا ہے؟ میں نے کہا بہت لذیذ اور نیس ہے۔ میں نے آج تک ایسا خزیرہ نہیں کھایا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے اللہ تعالیٰ عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر حرم فرمائے، تم نے خزیرہ کبھی ان کے ساتھ بھی کھایا ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! میں نے کھایا ہے لیکن وہ خزیرہ ایسا تھا کہ نہ تو اس میں گوشت تھا اور نہ کھی نہ دو دھ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھ کہتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جہد و مشقت کی ایسی زندگی بسر کی ہے کہ اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ وہ لذیذ نفس غذاوں سے اجتناب کرتے تھے۔ میں اللہ کی قسم مسلمانوں کے مال سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔ جو کچھ کھاتا ہوں اپنی کمائی سے کھاتا ہوں۔

تم کو معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھا اور میرا تجارتی کار و بار سب سے بڑا تھا۔ میں ہمیشہ نرم غذاوں کا عادی رہا ہوں۔ اور اب تو میری عمر بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے مجھ کو نرم غذاوں کی اور بھی ضرورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی شخص کو اس معاملہ میں مجھ پر نکتہ چینی کا حق ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۳۷۲، بحوالہ طبری ج ۳ ص ۳۰۱)

قصہ نمبر ۲۸ ﴿اللہ کے راستے کیلئے الشکر کو ساز و سامان دینا﴾

حضرت عبد الرحمن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا اور جیش عسرہ (غزوہ تبوک میں جانے والے الشکر) پر خرچ کرنے کی ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کجاوے اور پلان سمیت سواتھ میرے ذمہ ہیں۔ یعنی میں دو گا۔

پھر حضور ﷺ نے منبر سے ایک سیڑھی نیچے تشریف لائے اور پھر (خرچ کرنے کی) ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کجاوے اور پلان سمیت سواتھ میرے ذمہ ہیں۔ حضرت عبد الرحمن کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ (حضرت عثمان کے اتنا زیادہ خرچ کرنے پر بہت خوش ہیں اور خوشی کی وجہ سے) ہاتھ کو ایسے ہلا رہے ہیں جیسے تجب و حیرانی میں انسان ہلا کرتا ہے۔

اس موقع پر عبد الصمد راوی نے سمجھا نے کیلئے اپنا ہاتھ باہر نکال کر ہلا کر دکھایا۔

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں اگر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۲۱، بحوالہ البدریہ ج ۵ ص ۲۵)

قصہ نمبر ۳۹ ﴿مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی کیلئے زمین خریدنا﴾

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جب ضرورت کیلئے ناکافی اور مختصر ہو گئی تو مسجد کے قریب ہی ایک قطعہ زمین تھا جس میں اس کا مالک کھجوروں کا ذخیرہ رکھتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کا ایسا ہوا کہ اس قطعے کو خرید کر اسے مسجد میں شامل کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو پیش قدی کر کے ۲۰ یا ۲۵ ہزار درہ میں یہ قطعہ خرید لیا اور آنحضرت ﷺ کو خبر کی آپ نے خوش ہو کر فرمایا تم اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ (اجڑہ لک) اور اس کا ثواب تم کو ملے گا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۰، بحوالہ البدریہ ج ۳ ص ۷۷)

قصہ نمبر ۴۰ ﴿قرضہ معاف کرنا﴾

ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچاں ہزار کی رقم کے مقروض تھے۔ ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے پاس روپیہ آگیا ہے آپ اپنی رقم لے لیجئے۔ انہوں نے فرمایا: ہولک یا ابا محمد معونة لک علی رؤتك ابو محمد! یہ رقم میں نے تم کو دے دی۔ اپنی ضرورت پر خرچ کرو۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۰۷)

قصہ نمبر ۴۱ ﴿بیت رسالت کی خدمت﴾

ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت رسول اللہ ﷺ کو کھانا میسر نہ آیا۔ حضور ﷺ گھر تشریف لائے اور امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا

کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہاں سے ملتا؟ اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ (یہ سن کر) خاموش ہو گئے وضوفرمایا اور مسجد میں نفل پڑھنے لگے۔ آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد (بعد از سلام) نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے تھے۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے۔ اور اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا عثمان رضی اللہ عنہ کو آنے کی اجازت نہ دوں۔ پھر یہ خیال کر کے کہ یہ مالدار صحابہ میں سے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے ہم تک نیکی پہنچانے کا قصد کیا ہو۔ لہذا میں نے اجازت دے دی۔ عثمان نے مجھ سے حضور ﷺ کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا۔ صاحبزادے؟ چار یوم سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ (یہ سنتہ ہی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روکر کہا کہ تفہ (کلمہ افسوس) ہے دنیا پر پھر کہا اے ام المؤمنین آپ کو مناسب نہ تھا کہ آپ پر اسے حادثات گزریں اور آپ مجھ سے ذکر نہ کریں اور نہ عبد الرحمن بن عوف، نہ ثابت بن قیس جیسے مالداروں سے۔ ذوالنورین یہ کہہ کر واپس لوٹے اور کئی اونٹ، آٹا، گیہوں، بکھوریں اور مسلم۔ بکرا مع سود رہم کے لا کر پیش کیا پھر کہایہ دیر سے تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں۔ چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھائے اور حضور ﷺ کیلئے بھی رکھ دیجئے پھر ام المؤمنین عائشہؓ کو قسم دی کہ آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے

دریافت فرمایا عائشہؓ اصل بعدي شیاء (اے عائشہؓ میرے بعد تم کو کچھ ملا؟) تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی تھے اور آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے استفسار افرمایا کیا ملا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آٹا، گیہوں، بکھوریں اونٹوں پر لدی ہوئی۔ درہم کی تھیلی۔ ایک عدد مسلم بکرا، روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس نے دیا؟ گذارش کی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے۔ اور وہ قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع آئے تو مجھے اطلاع کرنا۔

حضرت عثمان غنی اللہ عنہ کے ۱۰۰ اقصے
 حضور ﷺ یہ سن کر بیٹھے نہیں بلکہ مسجد تشریف لے گئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا
اللَّهُمَّ قَدْ رَضِيَتْ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْهُ۔ اللَّهُمَّ أَنِّيْ قَدْ رَضِيَتْ
عَنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْهُ
 (اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا آپ بھی راضی ہو جائیں۔)
 (تاریخ ابن خلدون ج ۲۶۵)

قصہ نمبر ۳۲ ﴿ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان صدقہ کرنا﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مخاطبین سے) فرمایا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کر دیں گے۔ تو صحیح ہی ایک قادر نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے۔ صحیح کو غلے کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے موئذھوں پر پڑے ہوئے تھے تاجر ہوں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجر ہوں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے۔ آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا۔ جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلے کا بڑا ذیل پھیر کھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ میرے (ملک) شام سے آئے غلے پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا ”وس کے بارہ“، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو۔ تو ان لوگوں نے کہا ”وس کے پندرہ“ کے چودہ“، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ دو۔ تو ان لوگوں نے کہا ”وس کے پندرہ“ حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تجارت مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا

کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا ”نہیں“، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے گروہ تجارت! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ (صدقہ میں) دے دیا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۲۶۸)

قصہ نمبر ۲۳ ﴿ جنت کے چشمے کا وعدہ ﴾

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو بیہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنو غفار کے ایک آدمی کا کنوال تھا جس کا نام رومہ تھا۔ وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد (تقریباً ۱۳ چھٹا نک غلے) میں بیچتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کنویں والے سے فرمایا تم میرے ہاتھ یہ کنوال بیچ دو تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے اور میرے اہل و عیال کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی آمدی کا ذریعہ نہیں ہے اس لئے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنوال پہنچیں ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟

حضور ﷺ نے فرمایا ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے وہ کنوال خرید کر مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا ہے۔

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۲۳۸، بحولہ عند الطبری ای کذافی المحتب ج ۵ ص ۱۱)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿ حضور ﷺ کی ذوالنورین کیلئے دعا کیں ﴾

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقت اٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے)

میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھی۔

جب حضور ﷺ نے بھی یہ بات دیکھی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کیلئے رزق بھیج دیں گے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی بات ضرور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اور ان میں سے نو اونٹیاں حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں۔ جب حضور ﷺ نے یہ اونٹیاں دیکھیں تو فرمایا یہ کیا ہے؟

عرض کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو بدیہی میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور ﷺ اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ایسی زبردست دعا کی کہ میں نے حضور ﷺ کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا۔ اللہ! عثمان کو (یہ اور یہ) عطا فرم۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ایسا اور ایسا) معاملہ فرم۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۲۰، بحوالہ منتخب ج ۱۲ ص ۱۲)

قصہ نمبر ۲۵ ﴿سادگی اپنوں کی دیکھی﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلوہ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلوہ فرمائے تھے اور جب وہ سو کراٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے۔ (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ

(ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے یہ امیر المؤمنین ہیں؟ یہ امیر المؤمنین ہیں؟

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۳۷۶ بحوالہ ابو نعیم فی الحکایۃ ج اص ۶۰)

صحیح مسئلہ بتانے کا اہتمام ﴿۲۶﴾ قصہ نمبر

حضرت سعید بن سفیان قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی سود بیانار اللہ کے راستے میں خرچ کئے جائیں۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ اللہ کے راستے میں سود بیانار خرچ کئے جائیں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اس کی وصیت کس طرح پوری کروں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھی ہے؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھتے اور وہ یہ جواب نہ دیتا جو میں دینے لگا ہوں تو میں تمہاری گردان اڑا دیتا (کتم نے اس جاہل سے کیوں پوچھا؟) اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کا حکم دیا تو ہم سب اسلام لے آئے اور (اللہ کا شکر ہے کہ) ہم سب مسلمان ہیں۔

پھر اللہ نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی چنانچہ ہم اہل مدینہ مہاجر ہیں۔ پھر اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا تو (اس زمانے میں) تم نے جہاد کیا تو تم اہل شام مجاہد ہو۔ تم یہ سود بیانار اپنے اوپر اپنے گھر والوں پر اور آس پاس کے ضرورتمندوں پر خرچ کراؤ۔ کیونکہ اگر تم ایک درہم لے کر گھر سے نکلو اور پھر اس کا گوشت خریدو اور پھر اسے تم بھی کھا لو اور تمہارے گھر والے بھی کھا لیں تو تمہارے لئے سات سو درہم کا ثواب لکھا جائے گا (ضرورت کے وقت گھر والوں پر خرچ کرنے پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اسراف پر کپکڑ ہو گی).....

(حیات الصحابہ ج ۲ ص ۳۶۳ بحوالہ ابن عساکر ج اص ۵۳)

قصہ نمبر ۲ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادگی و تعمیر کیلئے مشورہ

حضرت مطلب بن عبد اللہ بن حطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ۲۳ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے ان سے مسجد بڑھانے کی بات کی اور یہ شکایت کی کہ جمعہ کے دن جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ انہیں مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور ﷺ کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب کا اس پر اتفاق تھا کہ پرانی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھانی پھر منبر پر تشریف فرماء ہو کر پہلے اللہ کی حمد و شنبیان فرمائی پھر فرمایا اے لوگوں! میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ میں حضور ﷺ کی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنائے جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں محل بنا سکیں گے۔ اور یہ کام مجھ سے پہلے ایک بہت بڑی شخصیت بھی کرچکی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بڑھایا بھی تھا اور اسے نئے سرے سے بنایا بھی تھا۔ اور میں اس بارے میں حضور ﷺ کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کر چکا ہوں۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد کو گرا کرنے سرے سے بنایا جائے اور اس میں توسعی بھی کر دی جائے تو لوگوں نے اس بات کی خوب تحسین کی اور ان کیلئے دعا بھی کی۔

اگلے دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والوں کو بلایا (اور انہیں کام میں لگایا) اور خود بھی اس کام میں لگے۔ حالانکہ حضرت عثمان ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور مسجد سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ بیٹن خل میں چھانا ہوا چونا تیار کیا جائے۔ حضرت عثمان نے ربیع الاول ۲۹ ہجری میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا جو محرم ۳۰ ہجری میں ختم ہوا۔ یوں دس ماہ میں کام پورا ہوا۔

(حیاة الصحابة ج ۳ ص ۱۲۶، کمال وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۵۵)

قصہ نمبر ۲۸ ﴿صفیں سیدھی کرانے کا اہتمام﴾

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ان سے بات کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں کہ اتنے میں نماز کی اقامت ہو گئی میں ان سے بات کرتا رہا اور وہ اپنی جو تیوں سے سکنریاں برابر کرتے رہے (عربوں میں صفوں کی جگہ سکنریاں بچھاتے تھے) یہاں تک کہ وہ لوگ آگئے جن کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صافیں سیدھی کرنا لگایا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ صافیں سیدھی ہو گئیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم بھی صاف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکبیر کہی۔

(حیاة الصحابة ج ۳ ص ۱۳۸، بحوالہ المزاج ص ۲۵۵)

قصہ نمبر ۲۹ ﴿رات گئی بات گئی﴾

حضرت سعید بن مسیتب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا آپس میں کسی مسئلہ میں اتنا جھگڑا ہو جاتا تھا کہ دیکھنے والا یوں سمجھتا تھا کہ اب شاید یہ دونوں کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ لیکن وہ دونوں جب اس مجلس سے اٹھتے تو ایسے لگتا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی۔ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے۔

(حیاة الصحابة ج ۳ ص ۲۲۵، بحوالہ المزاج ص ۲۳۱)

قصہ نمبر ۵۰ ﴿حدیث بیان کرنے میں احتیاط﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کی طرف سے حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں آپ ﷺ کے صحابہ میں (آپ ﷺ کی حدیثوں کا) سے زیادہ حافظ نہیں ہوں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا

ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنائے کہ جو میرے بارے میں ایسی بات کہے جو میں نہیں کہی ہے تو وہ اپناٹھکانہ آگ میں بنالے۔

(حیاۃ الصحابة ج ۳ ص ۲۷۳ بحوالہ پیغمبیری حاص ۱۳۳)

قصہ نمبر ۵۴ ﴿ تلاوت قرآن کا شوق ﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے کبھی سیر نہ ہوتے۔ اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری زندگی میں کوئی دن ایسا آئے جس میں میں دیکھ کر قرآن نہ پڑھوں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیکھ کر اتنا زیادہ قرآن پڑھا کرتے تھے کہ ان کے انتقال سے پہلے ہی ان کا قرآن پھٹ گیا تھا۔ (کثرت استعمال کی وجہ سے)

(حیاۃ الصحابة ج ۳ ص ۳۲۱ بحوالہ الاسماء والصفات ص ۱۸۲)

قصہ نمبر ۵۲ ﴿ دست عثمان رضی اللہ عنہ میں کنکریوں کی تسبیح ﴾

حضرت سوید بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا اور جا کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیشہ خیر کی بات کہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے حضور ﷺ کے پاس ان کے بارے میں ایک خاص چیز دیکھی ہے۔

میں حضور ﷺ کی تہائی کے موقع تلاش کرتا رہتا تھا۔ اور اس تہائی میں حضور ﷺ سے سیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن میں گیا تو حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور ایک طرف چل دیئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔ ایک جگہ جا کر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ میں بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیوں آئے ہو؟

میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے۔۔۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دامیں جانب بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان! کیسے آنا ہوئے انہوں نے کہا اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے۔

پھر حضور ﷺ نے سات یا نو کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی کی طرح ان کی بھینختا ہٹ سنی۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔۔۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ وہ کنکریاں پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی جیسی بھینختا ہٹ سنی۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۲۵۷۔ بحوالہ البداية ج ۶ ص ۱۳۲)

قصہ نمبر ۵۲ ﴿ داما در رسول ﷺ کو تکلیف دینے کا انجام ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرمارہے تھے کہ حضرت جبجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور اس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبجاہ کے ہاتھ پر جسم کو کھا جانے والی (مہلک) یماری لگادی جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۳۹۷۔ بحوالہ ابو نعیم فی الدلائل ص ۲۱۱)

قصہ نمبر ۵۲ ﴿ اتباع سنت کا اہتمام ﴾

ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ مزادفہ میں فروکش تھے، فجر کی نماز کے وقت روشنی کافی پھیل گئی۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المؤمنین اس وقت منی کے لیے روانہ ہو جائیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہو گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس سرعت سے چل پڑے کہ راوی کا بیان ہے۔

﴿فَمَا أدرى أقواله كَانَ اسْرَاعُ امْ دَفْعِ عُثْمَانَ فَلِمْ﴾

بیز لیلبی حتی رمی جمرة العقبة یوم النحر ﴿يَرْزَقُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾
”مجھے معلوم نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا
حضرت عثمان رضی اللہ کی یکنخت روائی.....

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۵ بحوالہ بخاری کتاب الحجج باب حجج میں یصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قصہ نمبر ۵۵ ﴿فَرَأَسْتَ عُثْمَانَ رِضِيَ اللَّهُ عَنْهُ پَرْصَدِ يَقْبَلِ كَتْبَ تَعْرِيفٍ﴾

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت اور عام مسلمانوں کی پسندیدگی سے
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مندا آرائے خلافت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
اتلاف کا وصیت نامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ اس سلسلہ
میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ وصیت نامہ کے دوران کتابت میں کسی خلیفہ کا نام
لکھانے سے قبل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے اپنی عقل و فراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ کا نام لکھ دیا۔ حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا کہ پڑھو کیا لکھا؟ انہوں نے سنانا شروع کیا اور جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو حضرت ابو بکر بے اختیار ”اللہ اکبر“ پکارا تھے، اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فہم و فراست کی بہت تعریف و توصیف کی۔

(خلافے راشدین ص ۱۸۳ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۶ ﴿عَامَ مُسْلِمَانُوْنَ كَيْ رَأَيَ كَخِيلَ رَكْهَنَا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا کہ
افریقہ کی فتح کے صلہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ ان کو انعام دیا جائے گا۔ اس لئے (فتح
کے بعد) حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اس وعدہ کے مطابق اپنا حصہ لے لیا
لیکن عام مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فیاضی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبد اللہ بن ابی سر ج رضی
اللہ عنہ سے اس رقم کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ میں نے بے شک وعدہ کیا تھا۔ لیکن مسلمان
اس کو تسلیم نہیں کرتے (اس لئے مجبوری ہے)
(خلفائے راشدین ص ۱۸۸۔ بحوالہ طبری ص ۸۱۵)

قصہ نمبر ۵۷ ﴿صلہءِ رحمی کے اہتمام پر طعن و تشنیع برداشت کرنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سادہ طبع اور نیک نفس بزرگ تھے۔ مزاج میں
اتی پیش بینی نہ تھی۔ نیز اپنے اختیارات سے اپنے قرابت مندوں کو فائدہ پہنچانا صلہءِ رحم
جانتے تھے۔ ایک دفعہ جب لوگوں نے اس طرز عمل کی اعلانیہ شکایتیں کیں تو حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ
قریش کو تمام عرب پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کیا قریش میں بنو ہاشم کا سب سے زیادہ
خیال نہیں رکھتے تھے؟ لوگ خاموش رہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر میرے ہاتھ میں جنت کی
کنجی ہوتی تو تمام بنی امیہ کو اس میں بھر دیتا۔

(خلفائے راشدین ص ۲۰۳۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۸ ﴿النصاف کی انتہاء﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت
ابی رضی اللہ عنہ) ان دونوں بزرگوں کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے
انہوں نے کچھ دنوں کے لئے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ نے جب وفات پائی تو غایت النصف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے
ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمیناً میں پچیس ہزار تھی ان کے ورثاء کے حوالے کر دیا (امام
وقت کو سیاسی وجہ کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں)

(خلفائے راشدین ص ۲۰۷۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۹ ﴿پہلا مقدمہ اور حیران کن فیصلہ﴾

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابو لولو بھوی نے شہید کر دیا تو حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے غصب ناک ہو کر قاتل کی لڑکی اور ہر مزان کو جواہیک نو مسلم اپریانی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب سازش میں شریک تھے۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب عناں خلافت ہاتھ میں تھامی تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق رائے طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر کو ہر مزان کے قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا۔ بعض مهاجرین نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کل قتل (شہید) ہوئے اور ان کا لڑکا آج مارا جائے گا؟ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین! اگر آپ عبید اللہ کو معاف کر دیں تو امید ہے کہ خدا آپ سے باز پس نہ کرے گا۔ غرض اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم عبید اللہ کے قتل کر دینے کے خلاف تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو نکہ ہر مزان کا کوئی وارث نہیں ہے اس لئے بحیثیت امیر المؤمنین میں اس کا ولی ہوں اور قتل کے بجائے دیت پر راضی ہوں۔ اس کے بعد خود اپنے ذاتی مال سے دیت کی رقم دے دی۔

(خلافے راشدین ص ۲۱۰ بحوالہ ابن اثیر ج ۳ ص ۵۸)

قصہ نمبر ۶۰ ﴿منی میں چار رکعت پڑھنے کی وجہ بیان کرنا﴾

اتباع سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصود حیات تھا۔ منی میں دو کے جانے چار رکعات نماز ادا کرنا بھی دراصل ایک نص شرعی پرستی تھا۔ چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو بدعت پر محکوم کر کے اس پر تاپسندیدگی کا اظہار کیا تو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مجمع میں چار رکعت نماز پڑھنے کی حسب ذیل وجہ بیان کی۔

صاحب! جب میں مکہ پہنچا تو یہاں اقامت کی نیت کر لی اور میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو کسی شہر میں اقامت کی نیت کر لے اس کو مقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔

(خلفائے راشدین ص ۲۱۱، بحوالہ مسند احمد ج ۱ ص ۶۳)

قصہ نمبر ۶۱ ﴿ اتباعِ سنت میں مسکراانا ﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے متبرسم ہوئے (مسکرانے) لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کر کے ہنتے ہوئے دیکھا تھا۔

(خلفائے راشدین ص ۲۳۰، بحوالہ طبری ص ۲۸۰۲)

قصہ نمبر ۶۲ ﴿ خلافِ سنت عمل پر ناراضگی ﴾

حج کے موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کر رہے تھے۔ طواف میں انہوں نے رکن یہاں کا بھی بوسہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا۔ تو انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرانا چاہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا ہاں! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا؟ کہا نہیں! فرمایا پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء مناسب نہیں؟ انہوں نے جواب دیا بے شک۔

(خلفائے راشدین ص ۲۲۰، بحوالہ مسند احمد ج ۱ ص ۷۰)

قصہ نمبر ۶۳ ﴿ معزولی اور مکان کی تلافی کرنا ﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بھریں و عمان کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اس عہدہ پر باقی رکھا۔ لیکن ۲۹ ہجری میں انہیں معزول کر دیا۔ اس کے بعد وہ بصرہ میں قیام پزیر

و گئے۔ علاوہ ازیں عثمان بن ابی العاص کا مکان مدینہ میں مسجد نبوی سے متصل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں توسعی کا ارادہ کیا تو عثمان بن ابی العاص کا مکان مسجد میں ضم کر دیا۔ اور اب معزولی اور مکان دونوں کی تلافی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ بصرہ میں ایک بڑی جامدادر آراضی جو مورخین کے اندازے کے طابق دس ہزار جریب (ایک جریب کم و بیش ڈبھ سو مرلے گز کے برابر ہوتا ہے) تھی۔ عثمان بن ابی العاص کو ہبہ (ہدیہ) کر دی اور ان کے لئے ایک پروانہ لکھ دیا۔ اس پروانہ میں عثمان بن ابی العاص اشقی کو خطاب کر کے تحریر کیا گیا تھا۔ یہ اراضی اور جامدادر میں نے تم کو اس مکان کے عوض دی ہے جو مدینہ میں توسعی مسجد نبوی ﷺ کے لئے میں نے تم سے لیا تھا اور جس کو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے خریدا تھا۔ اس جامدادر اور اراضی کی جتنی قیمت تمہارے مکان کی قیمت سے زیادہ ہوا اس کو میری طرف سے اپنی معزولی کے مكافات سمجھو۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۶، بحوالہ تہذیم البلد ان ج ۵ ص ۲۲۶)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿باندی سے بھی پردے کا اہتمام﴾

بُناًه حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کی باندی تھی اس کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غسل سے فراغت کے بعد جب میں ان کے کپڑے لیکر حاضر ہوتی تھی تو مجھ سے فرماتے میرے جسم کی طرف مت دیکھنا۔ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۷، بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۱)

قصہ نمبر ۲۵ ﴿دقیقت سنجی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کوئی منظر یا کوئی خاص چیز دیکھتے تو اس سے حکیما نہ کہتے پیدا فرماتے اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ منبر مسجد پر

مسلمانوں کو افریقیہ (بلااد مغرب) کی فتح کی خبر سنانے کیلئے بیٹھے تو چونکہ حضرت عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ خود اس معمر کے میں شریک تھے اور حضرت عبد اللہ بن سعد ابن ابی سرح نے آپ کوہی یہ خوش خبری سنانے کیلئے مدینہ بھیجا تھا۔ اور وہ اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ اس لئے امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا تم کھڑے ہو اور مژده فتح سناؤ۔ عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کی۔

حضرت عبد اللہ بن زیر حضرت اماء رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے اور اپنے نانا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صورت و شکل میں بہت مشابہ تھے۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ کی نگاہ ان پر پڑی تو جمیع سے خطاب کر کے فرمایا۔ لوگوں! تم ان عورتوں سے نکاح کیا کرو جو اپنے والدوں اور بھائیوں پر ہوا کریں۔ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی بچہ کو عبد اللہ بن زیر سے زیادہ ان کے ساتھ مشابہ نہیں پاتا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۸، بحوالہ البیان و القیمین ج اص ۲۰)

قصہ نمبر ۲۶ ﴿اہلیہ کیلئے لباس فاخرہ خریدنا﴾

ابن سعد کی روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام طور پر اپنی بیویوں کو عمدہ اور خوبصورت لباس پہناتے تھے (جن کو وسعت ہوتی تھی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک راشمیں چادر دوسورا ہم میں خریدی اور فرمایا: یہ ناکلمہ کیلئے ہے۔ وہ اسے اوڑیبھنگی تو میں خوش ہوں گا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۳، بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۰)

قصہ نمبر ۲۷ ﴿تدوین قرآن کی سعادت﴾

حضرت حدیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ آذربائیجان اور آرمینیہ کی جنگ میں (جس میں شام اور عراق کی فوجیں ایک ساتھ تھیں) شریک تھے۔ وہاں انہوں نے اختلاف قرات کا ہولناک منظر دیکھا تو پریشان ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

مرس کیا: امیر المؤمنین! خدا کیلئے امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ قرآن مجید سے متعلق ان لے اختلافات ایسے ہی شدید ہو جائیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات ہیں۔ ظاہر ہے اتنا اہم اور عظیم الشان کام امیر المؤمنین خود اپنی رائے سے انجام دینے کی بسارت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے صحابہ کی مجلس شوریٰ طلب کی۔ جو کام آپ کرنا پاہتے تھے۔ جب سب ارباب شوریٰ نے متفقہ طور پر اس کی تصویب اور تائید کر دی تو قرآن مجید کا ایک نسخہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتب ہوا تھا۔ اور اب ام المؤمنین حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کی ملک میں تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ ام المؤمنین سے عاریثہ لیا۔ اور ایک مجلس مقرر فرمائی جو اکان ذیل پر مشتمل تھی۔

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت سعد بن العاص رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عبدالرحمن بن حارث بن شام رضی اللہ عنہ۔ مجلس کو یہ کام پر دیکھا گیا کہ وہ حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف کو بنیاد پتا کر قرآن مجید کا ایک نہایت مستند مجموعہ تیار کریں۔ اس مجلس میں صرف حضرت زید بن ثابت انصاری تھے جبکہ باقی تینوں اركان نامور ان قریش تھے۔ اسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس کو ہدایت کی کہ چونکہ قرآن کا نزول لسان قریش پر ہوا۔ اس لئے تینوں ارکان کو جہاں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو وہاں وہ اپنی قرات کو ترجیح دیں۔ جب یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف واپس کر دیا گیا۔ اور یہ مجموعہ جس کا نام مصحف عثمانی ہے اس کی متعدد نقلیں تیار کر کے انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا کہ بس اس کو مستند مانا جائے اور اسی کے مطابق قرات اور کتابت کی جائے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۳۰۹۔ بحوالہ بخاری ج ۲)

قصہ نمبر ۶۸ ﴿ اتباع سنت کا اہتمام جگہ اور فعل میں بھی ﴾

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پیٹھا منگوایا۔ اسے تناول فرمایا اور تجدید وضو کے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فراغت

کے بعد ارشاد ہوا۔ (لوگوں کے تعجب سے دیکھنے پر کہ) رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک مرتبہ اسی جگہ بکری کا پٹھانوں جان کیا تھا اور پھر وضو کئے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ (حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۵ ج ۱ ص ۲۲۵ بحوالہ منداحمدج)

قصہ نمبر ۲۹ ﴿حق دار ہونے کے باوجود اختیار دینا﴾

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی۔ مالک بہت دنوں تک قیمت لینے نہیں آیا۔ ایک روز وہ کہیں مل گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنی زمین کی قیمت لینے نہیں آئے؟ تو اس شخص نے کہا مجھ کو زمین کی فروختگی میں دھوکا ہوا ہے۔ لوک مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ معاملہ فروختگی اگرچہ ختم ہو چکا تھا۔ اور اب یہچندے والے کو نیچی ہوئی زمین کو واپس لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔

لیکن بائیں ہمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو تم کو اختیار ہے۔ اپنی زمین والے واپس لے لو یا اس کی قیمت لو۔ اس کے بعد یہ حدیث پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو صلح پسند اور نرم خواہ اس کی حیثیت خریدنے کی ہو یا یہچندے والے کی، فریادرس کی ہو یا فریاد کرنے والے کی۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۷ ج ۷ ص ۲۶)

قصہ نمبر ۳۰ ﴿متاخرین پر احسان کی ایک صورت﴾

نماز جمعہ کے خطبہ میں آنحضرت ﷺ منبر کی جس سیر ہی پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ از راہ عنایت ادب و احترام اس سیر ہی سے نیچے والی سیر ہی پر ہی بیٹھنے لگے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد آیا تو آپ ایک اور سیر ہی سے نیچے اتر آئے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا پھر اسی سیر ہی پر بیٹھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ (غور سے

دیکھئے تو بعد والوں پر احسان بھی ہے اور اس پر حضور ﷺ کے ساتھ عشق و محبت بیکراں اور جذبہ اتباع سنت کو بھی دل ہے۔)

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۹۳، بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۳۸)

قصہ نمبر ۱۷) ایک رکعت میں قرآن پڑھنا

عبد الرحمن بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے (غالباً حج کے موقع پر) مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور وہ اتنی دراز کر دی کہ یہ خیال ہوا ب اس میں مجھ سے کون سبقت لے جائے گا۔ اتنے میں اچانک ایک شخص آیا۔ اس نے میرے ٹونگا مارا تو میں نے پرانیں کی۔ پھر جب اس نے دوبارہ ایسا کیا اور اب میں نے دیکھا تو یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں فرط ادب سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے ہو گئے تو آپ نے ایک ہی رکعت میں قرآن پڑھ دیا اور واپس چلے گئے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۲، بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۵۲)

قصہ نمبر ۲۷) ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ

چونکہ فتوحات فاروقی کا قدم ہندوستان کی سرحد تک پہنچ چکا تھا۔ اس بناء پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عبد اللہ بن عامر کو عراق کا گورنر بنایا تو عبد اللہ بن عامر کو حکم بھیجا کہ وہ ہندوستان کی سرحد کی طرف کسی ایسے شخص کو روانہ کرے جو اس ملک کے حالات سے باخبر ہو۔ اور جب وہ واپس آئے تو اسے بارگاہ خلافت بھیج دیا جائے۔ اس حکم کے مطابق عبد اللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ العبدی کو ہندوستان بھیجا اور جب وہ واپس آئے تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب یہ یہاں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کے حالات دریافت کئے۔

حکیم بن جبلہ العبدی نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے ہندوستان کے شہروں کو

خوب کہنگا لاؤ راں کی معرفت حاصل کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تو بیان کرو۔ انہوں نے کہا۔

ماؤھاوشل، وتمر هاد قل، ولصھابطل، ان قل

الجیش ضاعوا وان کثروا جاعوا

ترجمہ اس ملک میں پانی کم ہے۔ اس کے پھل نکے ہیں۔ یہاں کے چور دلیر ہیں۔ اگر ہمارا شکر تھوڑا ہوا تو ضائع ہو جائے گا اور بڑا ہوا تو بھوکوں مر جائے گا (یہ سارا بیان اسباب کے درجہ میں تھا)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم خبر دے رہے ہو یا صحیح بندی کر رہے ہو حکیم نے کہا میں آپ کو صحیح خبر دے رہا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ فتح کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۲۲ بحوالہ فتوح البلدان بلاذری باب فتوح السند)

قصہ نمبر ۳۷ ﴿ سمندری سفر پر جانے والوں کو مشورہ ﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سمندر (بحر روم) میں ایک جزیرہ ہے جس کا نام روڈس ہے اس کو فتح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ سے رائے طلب کی۔ تو ان حضرات نے فرمایا۔ امیر المؤمنین! جزیرہ قبرص کی فتح نے مسلمانوں کے حوصلے اونچ کر دیئے ہیں۔ اور ان کو بحری جنگ کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمادیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا

انی قد اذنت لک فيما سألت فاتق الله ولا تضيع

الحزم وان خوفت من البحر شيء فلا ترکبنه فان

هوله عظيم.

ترجمہ: جس چیز کی تم نے اجازت مانگی تھی میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اب تم اللہ سے ڈرو، دوراندیشی کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ اور اگر تم کو سمندر کا ڈرڈ راسا بھی ہو تو ہرگز اس پر سوار مت ہونا۔ کیونکہ سمندر کا ہول بہت ہوتا ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۰۰، بحوالہ کتاب الفتوح ج ۲ ص ۱۲۷)

قصہ نمبر ۴: ﴿صاحب العیال کیلئے وظیفہ مقرر کرنا﴾

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ان کے دادا کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کے بال بچ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا اتنے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو پھر ہم نے تمہارے لئے اور تمہارے اہل و عیال کیلئے فی کس سورہم کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۸، بحوالہ فتوح البلدان ص ۲۲۵)

قصہ نمبر ۵: ﴿خیانت پر داماد کو معزول کرنا﴾

حرث بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو محتسب مقرر کیا تھا۔ یعنی اس کا کام یہ تھا کہ بازار میں اشیائے خرید و فروخت ان کی قیمتوں اور دکان داروں کے باٹوں، پیانوں اور سکوں کی نگرانی رکھیں تاکہ باائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کسی کوشکایت کا موقع نہ ہو۔

لیکن اس رشتہ داری اور قرابت کے باوجود جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا کہ حرث بن الحکم اپنے فرائض منصبی ایمان داری سے ادا نہیں کر رہا ہے۔ اور اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بازار کی بعض اشیاء اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور فوراً معزول کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۵، بحوالہ تاریخ ائمیں ج ۲ ص ۲۶۸)

قصہ نمبر ۶۷ ﴿اجراۓ حد میں احتیاط﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام مجھن کا بیان ہے کہ ایک عورت پھٹے پرانے کپڑوں میں آئی اور بولی ”مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر مجھ سے فرمایا: مجھن! اس عورت کو نکال دو، میں نے تعمیل کی۔ لیکن یہ عورت والپس آگئی اور پھر اسی بات کا اعادہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب سابق فرمایا: مجھن اسے نکال دو۔ میں نے تعمیل کی۔ لیکن عورت پھر لوٹ آئی اور اسی بات کا تکرار کیا۔

اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس! مجھن میں اس عورت کو زبou حال دیکھتا ہوں۔ اور یہ زبou حالی ایسی بری بلا ہے جو انسان کو برائی پر آمادہ کرتی ہے۔ اس لئے تم اس عورت کو لے جاؤ، پیٹ بھر کے کھانا کھلاؤ اور اسے کپڑے پہناؤ۔ اس کے بعد ایک گدھے پر کھجور، آٹا اور کشمش لا د کر کوئی قافلہ جاتا ہو تو عورت کو گدھے کے ساتھ اس قافلے کے ہمراہ کر دو۔ مجھن کا بیان ہے۔ میں نے اثنائے راہ میں عورت سے پوچھا کیا تم اب بھی اقرار کرو گی؟ بولی نہیں میں تو امیر المؤمنین کے سامنے اقرار اپنی زبou حالی کی وجہ سے کر رہی تھی۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۲، بحوالہ کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۷)

قصہ نمبر ۶۸ ﴿عوام کو قانون سے کھلنے پر تنبیہ﴾

ولید بن عقبہ کی گورنری کے زمانہ میں ایک شعبدہ بازیا جادو گر تھا۔ جندب نامی ایک شخص نے جادو گر کو زد کوب کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فوراً ولید بن عقبہ کو لکھا ”جندب سے اس بات کی قسم لے لو کہ اس کو اس بات کا علم نہ تھا کہ تم خود جادو گر کو سزا دینے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ اگر جندب یہ حلف اٹھائے تو اسے تعزیر کر کے چھوڑ دو اور لوگوں کو یہ بتا دو کہ محض ظن و تجھیں پر عمل نہ کریں اور قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔“

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۹، بحوالہ طبری ج ۲۵ ص ۲۷۵)

﴿حالات حصار کے مختلف واقعات﴾

قصہ نمبر ۸ ﴿حضرت ﷺ سے کئے ہوئے عہد پر جمنا﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میرے کسی صحابی کو بااؤ۔ میں نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آپ کے پچاڑا بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا ہاں۔ جب وہ آگئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا ذرا ایک طرف کوہٹ جاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کان میں بات کرنی شروع کر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدل رہا تھا۔ جب یوم الدار آیا (جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ (باغیوں سے) جنگ نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان نے فرمایا نہیں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں اس عہد پر پکار ہا ہوں گا جمار ہوں گا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۰۳ - حوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۸۱)

قصہ نمبر ۹ ﴿مسلمان کا خون صرف تین باتوں

کی وجہ سے حلال ہے﴾

حضرت ابو امام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں تھا۔ گھر میں ایک جگہ ایسی تھی کہ جب ہم اس میں داخل ہوتے تو وہاں سے بلاط مقام پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی تمام باتیں سن لیتے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے اس میں گئے جب وہاں سے باہر آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا وہ لوگ تواب مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

ہم نے کہا اے امیر الامویین! اللہ تعالیٰ ان سے آپ کی کفایت فرمائیں گے۔ پھر انہوں نے فرمایا یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سن ہے کہ مسلمان کا خون بہانا صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہوتا ہے یا تو آدمی مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے یا شادی کے بعد زنا کرے۔ یا ناحق کسی انسان کو قتل کر دے (میں نے تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا ہے) اللہ کی قسم! نہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا ہے۔ اور نہ اسلام لانے کے بعد۔ اور جب سے اللہ نے مجھے دین اسلام کی ہدایت دی ہے کبھی بھی میرے دل میں اس دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرنے کی تمنا پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ناحق کسی کو قتل کیا ہے تو اب یہ لوگ مجھے کس وجہ قتل کرنا چاہتے ہیں؟

(حیاة الصحابة ج ۲ ص ۵۰۳ - حوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۷۹)

قصہ نمبر ۸۰ ﴿باغیوں کو وعظ کرنا﴾

حضرت ابو لیلیؓ کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جن دنوں عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں بھی ان دنوں وہاں ہی تھا۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریچہ سے باہر جھانک کر (باغیوں سے) فرمایا: اے لوگوں! مجھے قتل نہ کرو (مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو) مجھ سے توبہ کرالو۔ اللہ کی قسم! اگر تم مجھے قتل کرو گے تو پھر کبھی بھی تم اکٹھے نہ نماز پڑھ سکو گے، اور تم دشمن سے جہاد کر سکو گے، اور تم لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے فرمایا تمہارا حال بھی ایسا ہو جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی

﴿يَا قَوْمَ لَا يَجِرُّنَّكُمْ شَقَاقيٌ إِنْ يَصِيبُكُمْ مِثْلُ ما
أَصَابَ قَوْمَ نُوحَ أَوْ قَوْمَ هُودَ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ وَمَا قَوْمَ
لُوطٍ مِنْكُمْ بَيْعِدُهُمْ﴾ (سورہ هود آیت ۸۹)

ترجمہ: اے میری قوم! میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتوں آپزیں جیسی قومِ نوح یا قومِ ہود یا قومِ صالح پر پڑی تھیں اور قومِ اوطتو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بیٹھ گیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ اپنا ہاتھ (ان باغیوں سے) روک کر کھیس۔ اس سے آپ کی دلیل زیادہ مضبوط ہو گئی (قیامت کے دن)۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۰۵، حوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۲۹)

قصہ نمبر ۸ ذوالنورین کے بے نظیر نظریات

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا آپ تمام لوگوں کے امام ہیں۔ اور یہ مصیبتوں جو آپ پر آئی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں ان میں سے آپ جو کسی چاہیں اختیار فرمائیں یا تو آپ گھر سے باہر آ کر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے۔ اور پھر آپ حق پر ہیں اور یہ باغی لوگ باطل پر ہیں یا آپ اپنے اس گھر سے باہر نکلنے کیلئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں کیونکہ پرانے دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں۔ کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے۔ یا پھر آپ ملکِ شام چلے جائیں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور) فرمایا میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں چاہتا کہ حضور

رسول ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں سب سے پہلے (مسلمانوں کا) خون بہانے والا میں بنوں باقی رہی تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں۔ وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے تو میں اسے بھی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا۔ اس لئے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہو گا میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں۔ اور تیسری تجویز کہ میں ملک شام چلا جاؤں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں سو میں اپنے داری بھرت (مدینہ منورہ) اور حضور ﷺ کے پڑوں کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ (حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۰۶۔ بحوالہ البدایح ج ۷ ص ۲۱)

قصہ نمبر ۸۲ ﴿ایک قتل ساری انسانیت کا قتل﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں گیا اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! اب تو آپ کے لئے ان باغیوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہو چکا ہے (اہذا آپ ان سے جنگ کریں اور انہیں بھگا دیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہو سکتی ہے کہ تم تمام لوگوں کو قتل کر دو اور مجھے بھی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم ایک آدمی کو قتل کروئے تو گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا (جیسے کہ سورۃ مائدہ آیت ۳۲ میں اس کا تذکرہ ہے) یہ سن کر میں واپس آگیا اور جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۰۶۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۸)

قصہ نمبر ۸۳ ﴿جنگ کیلئے اپنی ذات کو وجہ نہ بننے دینا﴾

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ کے ساتھ اس گھر میں ایسی جماعت ہے جو (اپنی صفات کے اعتبار سے) اللہ کی مدد کی ہر طرح حق دار ہے۔ ان سے کم تعداد پر اللہ

تعالیٰ مدد فرمادیا کرتے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دے دیں تاکہ میں ان سے جنگ کروں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کے واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کوئی آدمی میری وجہ سے نہ اپنا خون بھائے اور نہ کسی اور کا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۵۰۶۔ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۲۹)

قصہ نمبر ۸۲ ﴿مخالفین کو اللہ کے حوالے کر دینا﴾

حضرت عبداللہ بن سعیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ کب تک ہمارے ہاتھوں کوروں کے رکھیں گے؟ ہمیں تو یہ باغی کھا گئے کوئی ہم پر تیر چلاتا ہے کوئی ہمیں پتھر مارتا ہے کسی نے تکوار سوتی ہوئی ہے۔ لہذا آپ ہمیں (ان سے لڑنے کا) حکم دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میرا تو ان سے لڑنے کا بالکل ارادا نہیں۔ اگر میں ان سے جنگ کروں تو میں یقیناً ان سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ لیکن میں انہیں بھی اور انہیں میرے خلاف جمع کر کے لانے والوں کو بھی اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ کیونکہ ہم سب کو اپنے رب کے پاس جمع ہونا ہے۔ تمہیں ان سے جنگ کرنے کا حکم میں کسی صورت میں نہیں دے سکتا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۷۔ بحوالہ ابن سعد ج ۵ ص ۲۳)

قصہ نمبر ۸۵ ﴿خون نہ بہانے کی قسم دینا﴾

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ بخت ہو گیا تو آپ نے لوگوں کی طرف جھاٹک کر فرمایا اے اللہ کے بندو! راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آرہے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کا عمامہ باندھا ہوا ہے۔ اپنی تکوار گلے میں ڈالی ہوئی ہے۔ ان سے آگے حضرات مہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہے جن میں حضرت حسن

رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے باغیوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا اور پھر یہ سب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضور ﷺ کو دین کی بلندی اور مضبوطی اس وقت حاصل ہوئی جب آپ ﷺ نے ماننے والوں کو ساتھ لے کرنے مانے والوں کو مارنا شروع کر دیا اور اللہ کی قسم! مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ لہذا آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم ان سے جنگ کریں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی اپنے اوپر اللہ کا حق مانتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے اس کو میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ میری وجہ سے کسی کا ایک سینگی بھر بھی خون نہ بھائے اور نہ اپنا خون بھائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بات دوبارہ عرض کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۱۷۱، بحوالہ الریاض الفخرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۲۸)

قصہ نمبر ۸۶ مسلمانوں کی عام جماعت کے ساتھ

رہنے کی وصیت

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو قادہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت مانگی انہوں نے حج کی اجازت دے دی۔ ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ باغی غالب آگئے تو ہم کس کا ساتھ دیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کی عام جماعت کا ساتھ دینا۔ انہوں نے پوچھا اگر یہ باغی ہی مسلمانوں کی جماعت بنا لیں تو پھر کس کا ساتھ دیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں کی عام جماعت کا ہی ساتھ دینا وہ جماعت جن کی بھی ہو۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۱۷۱، بحوالہ الریاض الفخرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۶۹)

قصہ نمبر ۸ ﴿صبر و برداشت کی لازوال مثال﴾

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے) باہر نکلنے لگے تو ہمیں گھر کے دروازے پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سامنے سے آتے ہوئے تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے تو ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے کہا اے امیر المؤمنین! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اسے وجود میں لے آئیں۔ پناچہ حضرت حسن بھی اور ہم بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر آگئے تو ہمیں سامنے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آتے ہوئے تھے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں یہ کیا کہتے ہیں؟

چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! میں رسول اللہ ﷺ کی محبت میں رہا اور ان کی ہربات مانتا رہا۔ پھر میں حضرت ابو یکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی پوری فرمانبرداری کی۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی ہربات مانتا رہا اور میں ان کا اپنے اوپر دو ہر احتیاج تھا۔ ایک والد ہونے کی وجہ سے اور ایک غلیظ ہونے کی وجہ سے اور اب میں آپ کا پوری طرح فرمانبردار ہوں۔ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں (میں اے انشا اللہ پورا کروں گا) اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اےآل عمر! اللہ تعالیٰ تمہیں دُگنی جزے خیر عطا فرمائے مجھے کسی کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے کسی کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۲۷۲، حوالہ ریاض الحضر و ج ۲ ص ۱۲۹)

قصہ نمبر ۸۸ ﴿ اپنی جان سے زیادہ مسلمانوں کی جانوں کا فکر ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں محصور تھا۔ ہمارے ایک آدمی کو (باغیوں کی طرف سے) تیر مارا گیا۔ اس پر میں نے کہا اے امیر المؤمنین! چونکہ انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کر دیا ہے اس لئے اب ان سے جنگ کرنا ہمارے لئے جائز ہو گیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اپنی تلوار پھینک دو۔ وہ لوگ تو میری جان لینا چاہتے ہیں اس لئے میں اپنی جان دے کر دوسرے مسلمانوں کی جان بچانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر) میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور اب تک مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے؟

(حیات الصحابة ج ۲ ص ۱۷۲۔ بحوالہ الریاض الخضراء فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۶۹)

قصہ نمبر ۸۹ ﴿ خواب میں حضور ﷺ سے ملاقات ﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں سلام کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اندر گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید ہو میرے بھائی کو، میں نے آج رات اس کھڑکی میں حضور ﷺ کو دیکھا (حالت خواب میں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر فرمایا انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر حضور ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس میں سے میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اب بھی میں اس کی خندک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو (تو اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرلو۔ میں نے ان دونوں

باتوں میں سے افطار کو اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔
(حیات الصحابة ج ۳ ص ۲۳۷، حوالہ البدایۃ ج ۷ ص ۱۸۲)

قصہ نمبر ۹۰ ﴿ اپنی بات سے فتنہ کا اندر یشہ ﴾

حضرت کثیر بن صلت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن وہ سوئے اور اٹھنے کے بعد فرمایا اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمان فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو میں آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں۔ ہم نے کہا آپ ہمیں بتادیں ہم وہ بات نہیں کہیں گے جس کا دوسرا لوگوں سے خطرہ ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ابھی خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اس جمعہ ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے ابن سعد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہی جمعہ کا دن تھا۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۳۶۷، حوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۵۷)

قصہ نمبر ۹۱ ﴿ حالت حصار میں بھی تلاوت قرآن کا اہتمام ﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میں غلام آزاد کئے اور شلوار منگوا کر اسے پہنا اور اسی طرح باندھ لیا حالانکہ انہوں نے اس سے پہلے نہ جاہلیت میں شلوار پہنی تھی اور نہ اسلام میں اور فرمایا گز شترات میں نے حضور ﷺ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ ان حضرات نے مجھ سے فرمایا صبر کرو۔ کیونکہ تم کل رات ہمارے پاس آ کر افطار کرو گے۔ پھر قرآن شریف منگوا یا اور کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو قرآن اس طرح ان کے سامنے تھا۔

(حیات الصحابة ج ۳ ص ۳۶۷، حوالہ پیغمبری ج ۷ ص ۲۲۲)

قصہ نمبر ۹۲ ﴿ مدینۃ الرسول ﷺ کا ادب و عشق ﴾

جب مدینہ منورہ کے حالات سخت تشویش انگیز ہو گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ملک شام تشریف لے چلیں۔ اور اگر یہ گوارانہ ہو تو انہیں اجازت دیں کہ قصر خلافت کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیج دیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صورتوں کو یہ کہہ کر نامنظور کر دیا تھا۔ کہ میں نہ کسی قیمت پر رسول اللہ ﷺ کا قرب چھوڑ سکتا ہوں اور نہ یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ مدینہ میں فوج اس درجہ کثیر آجائے کہ اس کی وجہ سے شہر رسول ﷺ کے رہنے والوں کو اشیائے خورد و نوش کی تنگی محسوس ہو۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۳)

قصہ نمبر ۹۳ ﴿حج کیلئے نائب مقرر کرنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب سے خلیفہ ہوئے تھے بحیثیت امیر المؤمنین کے ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر تمام عمال کو بھی بلا تے، ہر ایک سے اس کے صوبہ کے حالات دریافت کرتے۔ عوام سے ان کے دکھ درد معلوم کرتے اور اس طرح مملکت اسلامیہ کے تمام احوال و ظروف سے باخبر رہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فرض شناسی کا یہ عالم تھا کہ اس مرتبہ حج کو نہیں جاسکتے تھے (حالت حصار میں) تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کران سے فرمایا: اس مرتبہ تم میری طرف سے حج کو چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا ان باغیوں سے جہاد کرنا میرے نزدیک حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا اور قسم دی تو آخر راضی ہوئے اور حج کو گئے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۵۱، بحوالہ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۷۲)

قصہ نمبر ۹۴ ﴿خادموں کی خدمت کرنا﴾

محمد بن ہلال اپنی دادی سے راویت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے محصور ہونے کے دنوں میں روزانہ خدمت عالی میں حاضر ہوتی

تحتی۔ ایک دن میں حاضر نہ ہو سکی تو امیر المؤمنین نے دریافت فرمایا کسی نے کہا: اس کے شب میں بچہ (ہلال) پیدا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین نے سنتے ہی پچاس درہم اور کپڑے کا ایک نکٹرا امیرے پاس ارسال فرمایا، اور ساتھ ہی کہا بھیجا: یہ بچہ کا وظیفہ ہے جو ہر ماہ ملتا رہے گا۔ اور بچہ جب سال بھر کا ہو جائے گا تو وظیفہ دگنا یعنی سو درہم ماہانہ کر دیا جائے گا۔
(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۵۶: بحوالہ البدایہ ج ۲ ص ۲۱۳)

قصہ نمبر ۹۵ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت ﷺ

حضرت علاء بن فضل کی والدہ کہتی ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے ان کے خزانے کی تلاشی لی تو اس میں صندوق ملا جسے تالا لگا ہوا تھا جب لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس میں وصیت لکھی ہوئی تھی۔
یہ عثمان کی وصیت ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عُثَمَانَ بْنَ عَفَّانَ اس بَاتِ کَیِ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معجوب نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اسی شہادت پر عثمان زندہ رہا اسی پر مرے گا۔ اور اسی پر انشا اللہ (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔
(حیات الصحابة ج ۲ ص ۱۶۹: بحوالہ الفہماں کلی ازالی)

قصہ نمبر ۹۶ ﷺ فراستِ مومن کی نظر ﷺ

محاصرین نے ایک دفعہ قبیلہ لیث کے ایک آدمی کو اندر بھیجا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ وہ بولا میں لیشی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے قاتل نہیں ہو سکتے، وہ بولا کیسے؟ آپ نے فرمایا کیا تم جب چند افراد کے ساتھ آئے تھے تو رسول اکرم ﷺ نے تمہیں دعا نہیں دی تھی کہ تم اس قسم کے دنوں

میں محفوظ رہو گے؟ وہ بولا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لئے تم تباہ و بر باد نہیں ہو گے۔ اس پر وہ شخص واپس لوٹ گیا اور جماعت (محاصرین) کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا جب وہ اندر گیا تو اس نے کہا اے عثمان! میں تمہارا قاتل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تم مجھے قتل نہ کرو وہ بولا کیوں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فلاں دن تمہارے لئے استغفار کیا تھا اس لئے تم خون بھانے کے مرتكب نہیں ہو گے۔ اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۹۹)

قصہ نمبر ۹۷ ﴿ حرمت حرم اور ایذاۓ مسلم کا خیال ﴾

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا ”میں نے خالد بن العاص بن ہشام کو مکہ معظمه کا حاکم بنایا ہے۔ چونکہ اہل مکہ کو ان باتوں کی اطلاع ہو گئی ہے اس لئے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے۔ اس لئے وہ ممکن ہے کہ خانہ خدا اور حرم میں ان سے جنگ کرے گا۔ اس طرح حرم کعبہ کے امن و امان میں اس موسم حج میں خلل واقع ہو گا۔ جبکہ مسلمان دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کر دوں۔“

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۲)

قصہ نمبر ۹۸ ﴿ منصب کیلئے اہلیت واستعداد پر کھنا ﴾

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ قریش کے عالی نسب سرداروں میں سے تھے۔ سابقین اولین کے زمرہ مقدسے میں شامل ہیں۔ محمد بن ابی حذیفہ اس عظیم باپ کا بیٹا تھا۔ ابھی تو عمر ہی تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منہ

بولا بیٹا بنا کر اس کے کفیل اور مرتبی ہو گئے۔ جب آپ مند خلافت پر متمکن ہوئے تو اسے کسی منصب اور عہدہ کی توقع تھی۔ لیکن یہ نوجوان جیسا کہ رایوں کا بیان ہے کہ دین پر مکمل کار بند نہ تھا۔ ایک روز اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالباہ کیا کہ اسے کسی منصب پر معین کیا جائے۔ حضرت عثمان نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر مجھے تم میں اہلیت نظر آتی تو کہیں حاکم مقرر کر دیتا لیکن تم اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ جس پر یہ ناراض ہو کر چلا گیا۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۱۲۸)

قصہ نمبر ۹۹ ﴿غاایت الصاف کا نمونہ﴾

بصرہ، کوفہ اور مصر تینوں مقامات سے معتزیں کا ایک ایک وفد روانہ ہوا۔ اور مدینہ کے متصل پہنچ کر سبل گئے اور شہر کے باہر ٹھر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی طلاع ہوئی تو انہوں نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ کس غرض سے سے یہ وفد آرہے ہیں۔ انہوں نے واپس جا کر اطلاع دی کہ ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی غلطیاں ظاہر کر کے اصرار کریں کہ خلافت سے دست کش ہو جائیں ورنہ آپ کو قتل کر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر بنے اور ان لوگوں کو بلایا۔ مہاجرین و انصار کو جمع کیا۔ پھر ان کی ساری شکایتیں سنیں۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ ان کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ ان کو پکڑ کر قتل کر دیجئے۔ فرمایا کہ نہیں جب تک کسی سے کفر ظاہر نہ ہو یا حد شرعی واجب نہ ہو۔ اس وقت تک اس کو سزا دینا قرین الصاف نہیں۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۱۲۹)

قصہ نمبر ۱۰۰ ﴿بد دعا کا اثر﴾

ابو قلابہ سے مروی ہے ”میں نے شام کے بازار میں ایک آدمی کی آواز سنی

جو ”آگ آگ“ چیخ رہا تھا۔ میں قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹخنوں سے کٹے ہوئے ہیں۔ اور دونوں آنکھوں سے انداھا منہ کے بل زمین پر پڑا گھست رہا ہے اور ”آگ آگ“ چیخ رہا ہے میں نے اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا تو انکی اہمیہ چیختے لگیں۔ میں نے ان کے طماںچے مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تھے کیا ہو گیا؟ عورت پر ناحق ہاتھ اٹھاتا ہے خدا تیرے ہاتھ پاؤں کا ٹٹے تیری دونوں آنکھوں کو انداھا کرے اور تھجے آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور میں نکل بھگا۔ اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صرف آگ کی بدعاباقی رہ گئی ہے۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غلیفہ مظلوم ص ۲۱۳)

عظامی شہادت

کاشانہ خلافت کے پڑوں میں عمرو بن حزم کا مکان تھا۔ اس مکان کی ایک کھڑکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں کھلتی تھی۔ طرفین میں نبرد آزمائی ہو رہی تھی کہ محمد بن ابی بکر اور چند ساتھی اس کھڑکی میں سے چھلانگ لگا کر کاشانہ خلافت میں گھس آئے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے کہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت روزہ سے تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القرافصہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید کھلا ہوا تھا۔ اور آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے اسی عالم میں محمد بن ابی بکر نے لپک کر امیر المؤمنین کی داڑھی پکڑ لی اور حد درجہ بد کلامی کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ نے فرمایا: سمجھیج! داڑھی چھوڑ دے اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتا۔ محمد بن ابی بکر بولا: میں تو آپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ کرنے والا ہوں۔ اس نے یہ کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خیز امیر المؤمنین کی پیشانی میں پیوسٹ کر دیا۔ پیشانی سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ جس سے

رایش مبارک تر بترا ہو گئی۔ امیر المؤمنین کی زبان سے بے ساختہ نکلا، بسم اللہ تو کلت علی اللہ۔ اور آپ باعُس کروٹ ہو گئے۔ قرآن مجید آپ کے سامنے کھلا ہوا تھا اور سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ خون پیشانی سے نکل کر داڑھی پر آیا اور پسکنے لگا تو قرآن مجید پر بھی بہنے لگا۔ یہاں تک کہ آیت فسیکفیکہم اللہ وہو السميع العليم (تو آپ کی طرف سے غفریب ہی نہ لیں گے ان سے اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۳۷) پر پہنچ کر خون رک گیا اور قرآن بند ہو گیا۔ اسی اثناء میں کنانہ بن بشر بن عتاب نے لو ہے کی ایک لاث اس زور سے ماری کہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تیوارا کے پہلو کے بل گر پڑے۔ اب سودان بن حمران نے تلوار کا وار کیا اور عمرو بن الحمق نے سینہ پر بیٹھ کر نیزہ سے مسلسل کئی بار حملے کئے تو عالم اچانک تیرہ و تار ہو گیا اور حلم و حیا و صدق و صفا کے چمنستان میں خاک اڑنے لگی یعنی ثالث خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ انا لله و انا اليه رجعون۔

(حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ص ۲۵۶۔ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۲)